یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات

بروس آر۔ سٹیوارڈ (R. Bruce Steward)

یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات

The Doctrines of Grace in the Gospel of John

بروس آر۔ سٹیوارڈ

(Bruce R. Steward)

مترجم

ڈاکٹر ایلیاہ مسیح

(Dr. Eliah Massey)

یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات

The Doctrines of Grace in the Gospel of John

بروس آر۔ سٹیوارڈ

(Bruce R. Steward)

مترجم

ڈاکٹر ایلیاہ مسیح

(Dr. Eliah Massey)

(Chapel Library) چیپل لائبریری

یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات

The Doctrines of Grace in the Gospel of John

فہرستِ مضامین

سبق 1: تعارف	4
سبق 2: مکمل فطری بگاڑ	9
سبق 3: غیر مشروط چناؤ	19
سبق 4: محدود (مخصوص) کفارہ	23
سبق 5: ناقابلِ مزاحمت فضل	33
سبق 6: ایمانداروں کی استقامت	39

یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات

The Doctrines of Grace in the Gospel of John

اس مطالعیاتی گائیڈ میں ''یوحنا کی انجیل میں فضل کے نظریات'' کا مواد شامل ہے۔

سبق 1: تعارف

برائے مہربانی اسباق کا آغاز کرنے سے قبل مکمل یوحنا کی انجیل کا مطالعہ کریں۔

یوحنا کی انجیل کے لیے وجوہات

ہر دور میں پلپٹ (منبر) پر کھڑے اور چرچ کی نشت پر بیٹھے مسیحی کو انجیل کے واضح نظریے کی ضرورت رہی ہے جو کہ ہر ایمان لانے والے کی نجات کے لیے خُدا کی قدرت ہے۔(رومیوں 1 باب 16 آیت)۔ یہ بات بہت ہی اہم ہے کہ انجیل کی منادی اور اس پر ایمان لانے والی خوشخبری خُدا کی طرف سے ہے، خُدا کی حاکمیت کے وسیلے اور اُسکے کلام پر مبنی ہے۔اسی غرض سے میں نے یہ مطالعیاتی کتابچہ تیار کیا ہے۔

اس کے لیے میں نے یوحنا کی انجیل کا انتخاب کیا ہے کیونکہ یہ مسیح یسوع کے بڑے پیارے شاگرد یوحنا نے رقم کی تا کہ لوگ مسیح پر ایمان لائیں (یوحنا 20 باب 30 تا 31 آیات)۔ اس انجیل میں تسلسل کے ساتھ ہماری توجہ کا مرکز مسیح یسوع ہی ہے۔اس انجیل میں ہم اُسکے کلام اور نشانات (معجزات) کا دیکھتے ہیں۔اس انجیل میں ایک مستند چشم دید گواہ کے بیان کی تفصیلات کو بیان کیا گیا ہے جو اُس نے دیکھا اور سُنا۔اور یہ ایک رسول ہے جس نے روح القدس کی رہنمائی سے مسیح کے کام اور کلام کی با اختیار تفسیر پیش کی ہے (14 باب 25 اور 26 آیات؛ 15 باب 26 اور 27 آیات؛ 16 باب 13 تا 15 آیات؛ 20 باب 30 اور 31 آیات؛ 21 باب 24 آیات)۔

یوحنا کی انجیل کے انتخاب کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ روحانی طور پر فکر مند مردوں، خواتین ،لڑکوں اور لڑکیوں کو میں بائبل کے مطالعہ کا آغاز کرنے کے لیے یوحنا کی انجیل کا مطالعہ کرنے کے

لیے کہتا ہوں۔ جس کلیسیا میں مَیں نے اکیس سال خدمت کی ہے وہ بشارت کے لیے یوحنا کی انجیل کی جلدیں لوگوں کو دیتی ہے۔ میرا اپنا مشاہد بتاتا ہے کہ بہت سارے بشارتی خدام اور کلیسیائیں ایسا عملی مشق کے طور پر کرتے ہیں۔

ایک بشارتی مسیحی کی حیثیت سے جو مسیح یسوع کی انجیل کو مانتا اور اُسکی منادی کرتا ہے۔ اس لیے میں اس بات پر سوچ بچار کرتا ہوں کہ جس انجیل کو میں مانتا اور اُسکی منادی کرتا ہوں وہ ایسی انجیل ہو جس کی منادی مسیح نے کی تھی اور جس کا حکم اُس نے اپنے رسولوں اور تاریخ میں اپنی کلیسیا کو دیا تھا (متی 28 باب 18 تا 20 آیات؛ لوقا 24 باب 44 تا 49 آیات اور اعمال کی کتاب)۔ آج جو بشارتی مسیحی ہیں وہ انجیل کے کئی ایک پہلوؤں پر منقسم ہیں۔ وہ اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں اُن میں بعض کیلونسٹ (Calvinists) ہیں اور بعض آرمینین (Arminians)۔

کلیسیائی تاریخ میں دو تنازعات

ان نظریات کے بارے میں دو بنیادی باتوں کو جاننا اہم ہے:

ا) پہلے مسئلے کا تعلق انسان سے ہے۔ اپنی برگشتگی کی وجہ سے انسان اپنی نجات کے لیے کیا کر سکتا ہے؟ یہ سوال انسان کی ذمہ داری کا نہیں کیونکہ دونوں کیلونسٹ اور آرمینین انسان کو خُدا کے سامنے جوابدہ قرار دیتے ہیں اور دونوں تمام انسانوں کو توبہ کرنے اور انجیل کا یقین کرنے کی دعوت دیتے ہیں (مرقس 1 باب 15 آیت، اعمال 17 باب 31 آیت؛ 20 باب 21 آیت) دوسرے مسئلے کا تعلق خُدا سے ہے کہ وہ انسان کے سامنے کس قسم کی نجات رکھتا ہے۔ خُدا کی پیش کردہ نجات حقیقی (Actual) نجات ہے یا پھر ممکنہ (Possible) نجات ہے؟

یہ دو تنازعات یا مسائل ہیں جو تاریخ میں تسلسل کے ساتھ ابھرتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے یہ دونوں مسائل چوتھی صدی کے آواخر اور پانچویں صدی کے اوائل میں آگسٹین اور پلاجیس کے درمیان تنازعہ کا سبب بنے۔ قرون وسطی دور کلیسیا میں علمائے الہیات نے ان پر استدلالی بحث و مباحثہ کیا۔ سولہویں صدی میں مارٹن لوتھر نے اس تناظر میں ایراسمس

(Erasmus) کے برعکس آگسٹین کے نقطۂ نظر کا دفاع کیا۔اس کے بعد جان کیلون نے اسی مسئلہ کا دفاع رومن کیتھولک اور اپنے ہمعصر نیم پلاجین کے خلاف کیا۔ایک بار پھر سترویں صدی میں دونوں تنازعات پر ''ڈورٹ کے سنڈ'' (1618-19 عیسوی) میں بحث ومباحثہ کیا گیا۔اس دوران جیکوبس آرمینیس (Jacobus Arminius) کی پیروی کرنے والے ایک گروہ نے اس ضمن میں آگسٹین اور کیلون کے انجیلی نظریات کی مخالفت میں اپنے دلائل پیش کیے۔سِنڈ نے اپنے جواب میں آگسٹین اور کیلون کی بائبلی سچائی پر مبنی نظریات کی تصدیق کرتے ہوئے آرمینیس کے نظریات کو ردّ کر دیا۔سِند کے ردّعمل کو خلاصہ کے طور پر ''ٹیولپ'' (TULIP) کے مخفف کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

''ٹیولپ'' (T.U.L.I.P)

سب سے پہلے ''ٹیولپ'' حافظے میں مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور دوسر جانب یہ ایک سرنامیہ یا مخفف ہے جس کا ہر ایک حروف تہجی کلام مقدس کی ایک بہت ہی اہم تعلیم یا نظریے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔یہ بات درست ہے کہ ''ٹیولپ'' کے مخفف پر مبنی ان پانچ نظریات کی وضاحت کے لیے دیگر الفاظ کا استعمال بھی کی جا سکتا ہے لیکن مخفف اہم تاریخی تنازعہ کے حل کے لیے بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔یہ پانچ نظریات ''فضل کے نظریات'' کو تشکیل دیتے ہیں۔

یہاں پر ''ٹیولپ'' کے مخفف کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے یہ پیش کرتے چلیں کہ اس کا ہر ایک حرف ''فضل کے نظریات'' کے برعکس تعلیم کی پرکھ میں کس طرح مددگار ہوگا۔

مکمل فطری بگاڑ (Total Depravity)

انسان کی فطرت میں برگشتگی سے اور اس کے بعد مکمل بگاڑ آ گیا ہے اس لیے اب وہ اپنی نجات کے لیے قطعی طور پر کچھ نہیں کر سکتا۔

اس کے برعکس آرمینین نقطہ نظر یہ ہے کہ چونکہ انسان خُدا کے سامنے جوابدہ ہے اس لیے وہ اپنی نجات کا کام خود کر سکتا ہے اور اُسے ایسا کرنا چاہیے۔

غیر مشروط چناؤ (Unconditional Election)

خُدا نے ازل سے گنہگار انسانوں میں سے بعض کو غیر مشروط طور پر نجات کے لیے چُن لیا ہے۔ اُس نے ایسا اس لیے نہیں کیا کیونکہ وہ پہلے سے جانتا تھا کہ چنے جانے والے انسان آگے چل کر انجیل کو قبول کریں گے اور نیک اعمال کریں گے۔ بلکہ اُس نے انہیں اپنی محبت کی خاطر اور اپنے جلال کے مقصد کے لیے آزادانہ اور غیر مشروط طور پر چن لیا ہے۔

اس کے برعکس آرمینین نقطہ نظر یہ ہے کہ خُدا کا چناؤ مشروط ہے۔ کیونکہ خُدا پہلے سے جانتا تھا کہ بعض لوگ انجیل کو قبول کریں گے اور اُن کے اسی کام کی بنیاد پر اُس نے اُن کو چن لیا ہے۔

محدود (مخصوص) کفارہ (Limited Atonement)

مسیح نے صلیب پر اپنی قربانی کے ذریعے اُن کے گناہ کو اپنے اُوپر لے لیا جن کو خُدا نے ازل سے ابدی زندگی کے لیے غیر مشروط طور پر چن لیا ہے اور مسیح یسوع نے صرف انہی کے لیے اپنی جان دی ہے۔ اس لیے اُس کا کفارہ مخصوص لوگوں کے لیے ہے نہ کہ لا محدود۔

اس کے برعکس آرمینین نقطہ نظر یہ ہے کہ مسیح یسوع ہر ایک یعنی تمام انسانوں کے لیے مصلوب ہوا تا کہ وہ اُنکے لیے نجات کو ممکن بنائے اور اُنکے لیے مسیح پر ایمان لانے اور ابدی زندگی حاصل کرنے کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دُور کرے۔

نا قابل مزاحمت فضل (Irresistible Grace)

برگزیدوں (جن کے لیے مسیح مصلوب ہوا) میں خُدا کا فضل نا قابلِ مزاحمت ہے اور خُدا کے چناؤ کا مقصد اور مسیح کے نجات بخش کام کے فوائد کا اطلاق اُن پر روح القدس کی ذریعے ہوتا ہے تا کہ وہ نئے سرے سے پیدا ہوں اور انجیل کو قبول کریں۔

اس کے برعکس آرمینین نقطہ نظر کے مطابق خُدا کا فضل قابلِ مزاحمت ہے۔ جس میں

قبولیت کا انحصار صرف روح القدس کے کام پر نہیں ہے بلکہ ایمان میں خُدا کے فضل کو قبول کرنے میں انسان کی معاون کارگردگی کی ضرورت بھی ہے۔

ایمانداروں کی استقامت (Perseverance of the Saints)

جن کو خُدا نے ازل سے چن لیا ہے، جن کے لیے مسیح مواء ہے اور جن کو روح القدس نے نئے سرے سے پیدا کیا ہے وہ خُدا کی قدرت سے محفوظ رہیں گے اور آخر تک ایمان پر قائم رہیں گے اور نجات پائیں گے۔

اس کے برعکس آرمینین نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان اگرچہ مسیح پر ایمان حقیقی انجیل کو قبول کرتا ہو مگر کسی موقع پر منحرف ہو کر ابدی زندگی کو کھو کر ابدی ہلاکت کا شکار ہو سکتا ہے۔

اب جب ہم یوحنا کی انجیل کی جانب بڑھتے ہیں تو دو باتیں بغیر کسی سوال کے مسلمہ حیثیت رکھتی ہیں کہ ہر ایک ایماندار بائبل کو مکمل اور قطعی طور پر لاخطا اور خُدا کا با اختیار کلام سمجھتا ہے۔

پہلی بات یہ کہ خُدا کا ابدی بیٹا، لوگوس یعنی کلام اور ہمارا خداوند یسوع مسیح چونکہ وہ الوہیت رکھتا ہے اس لیے خُدا کے بارے مکمل اور درست علم رکھتا ہے۔ اُس نے بائبل مقدس میں خُدا کے بارے کافی اور مکمل فہم بخشا ہے تاکہ ہم اُس کو اور اُسکی راہِ نجات کو درست طور پر سمجھ سکیں (دیکھیں یوحنا 1 باب 1 تا 5 اور 9 تا 18 آیات؛ 14 باب 25 اور 26 آیات؛ 15 باب 26 اور 27 آیات؛ 16 باب 13 تا 15 آیات)۔

دوسری بات یہ کہ مسیح خداوند انسان کے بارے بھی کامل اور وسیع علم رکھتا ہے جو اُس نے ہمیں کلام مقدس میں فراہم کیا ہے (دیکھیں یوحنا 2 باب 24 اور 25 آیات؛ 5 باب 33 تا 42 آیات؛ 6 باب 15، 64، 70 اور 71 آیات)۔

سبق 2

''مکمل فطری بگاڑ'' (Total Depravity)

تشویشناک مسئلہ ''مکمل فطری بگاڑ'' کا ہے۔ بہت سارے لوگ اقرار کرتے ہیں کہ وہ اس نقطے یا نظریے اور ٹیولپ کے آخری نظریے (ایمانداروں کی استقامت) کا اقرار کرتے ہیں مگر حقیقت میں وہ ایسا نہیں کرتے۔ اگر اُن سے اس موضوع پر بات چیت کی جائے تو اُن کے مطابق ایک طرح سے برگشتگی کی وجہ سے انسان کی آزاد مرضی یا مشیت مناقص اور کمزور ہو چکی ہے۔ لیکن کم از کم خُدا کے فضل کے ساتھ تعاون کر سکتی ہے اور ہمیشہ کی زندگی کے حصول کے لیے اسے ایسا کرنا بھی چاہیے۔ تاہم جب ہم یوحنا کی انجیل کا محتاط مطالعہ کرتے ہیں اور اُس سچائی کے بارے سوچتے کہ نئی پیدایش کے بغیر انسان مسیح کو قبول نہیں کر سکتا۔ انسان کی حالت کے بارے تعلیم دو مضامین کے زمرے میں آئے گی، یعنی ''انسان کے مرض کی تشخیص'' (*Diagnosis*) اور ''انسان کے مرض کی پیشگوئی'' (*Prognosis*) جو عظیم ڈاکٹر مسیح یسوع اور اُس کا شاگرد یوحنا پیش کرتا ہے۔

انسان کے ''مرض کی تشخیص'' (*Diagnosis*)

ا) انسان کا روحانی علم

یوحنا کی انجیل کے دیباچہ میں (1 باب 1 تا 18 آیات) ہم برگشتگی کے بعد انسان کی حالت کا سامنا کرتے ہیں (5 آیت)۔ نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی اُسے قبول نہیں کرتی۔ یہ روحانی نابینا پن کی حالت اور کیفیت ہے۔ ایسی تاریکی نور کو سمجھ نہیں سکتی۔ اس کے بعد یسوع مسیح نے نیکدیمس سے کہا تھا کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا (3 باب 3 آیت)۔ پیدایشی نابینا کے معجزے میں (9 باب) مسیح اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کی روحانی حالت کا یہ ایک المیہ ہے۔ اور بالخصوص اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ دیکھ سکتا ہے (9

باب 39 تا 41 آیات)۔اور وہ جو دیکھ سکتے صرف وہی مسیح کی پیروی کرنے والے ہیں اور تاریکی میں نہیں چلتے کیونکہ کسی کی پیروی کرنے کا انحصار دیکھ سکنے کی صلاحیت پر ہے(8باب 12 آیت) ۔انسان فطری طور پر نابینا ہے اور تاریکی میں رہتا ہے(12باب 35اور 40 آیات)۔

تاہم انسان نہ صرف روحانی طور پر نابینا ہے بلکہ وہ روحانی طور پر بہرہ بھی ہے۔یسوع مسیح ایک دفعہ پھر کہتا ہے کہ اگر چہ باپ میرے کاموں کے ذریعے گواہی دیتا ہے مگر تم نے نہ کبھی اُسکی آواز سنی ہے اور نہ اُسکی صورت دیکھی ہے(5باب 36 تا 38 آیات)۔اس لیے انسان فطری طور پر نہ صرف باپ کی گواہی کو قبول کرنے کا نااہل ہے بلکہ وہ بیٹے کی گواہی کو بھی قبول کرنے کے نااہل ہے(3باب 11 آیت)۔اور حتیٰ کہ مسیح کے نقیب یا پیش رو کی گواہی کو بھی قبول کرنے کا بھی نا اہل ہے(دیکھیں: 1باب 6 تا 8اور 15اور 19 تا 36 آیات؛ 5باب 33 تا 36 آیات؛ 8باب 27 تا 36 آیات)۔وہ یوحنا سے تو خوش تھے مگر جسکی گواہی کے لیے وہ بھیجا گیا اُسے پسند نہیں کرتے مراد یہ کہ وہ یوحنا کی خدمت کے مقصد اور منادی میں اہم باتوں کو نہیں سنتے(1باب 6 تا 8 آیات)۔مسیح یسوع انسان کے فہم کی کمی کی وجہ یوں بیان کہ "تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اس لیے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے۔"(8باب 43 آیت)۔جب لوگ مسیح کا کلام نہیں سن سکتے تو اُسکا کلام اُن میں جگہ نہیں پاتا(8باب 37 آیت)۔

آخر میں یہ کہ انسان روحانی باتوں کے بارے ناواقف ہے۔یوحنا 1باب میں ہم اس سچائی کا سامنا کرتے ہیں۔5 آیت میں لکھا ہے کہ انسان نے نور کو نہیں سمجھا اور 10 آیت میں اس لیے کہ دُنیا نے اُسے نہ پہچانا۔دُنیا نور کو نہیں جانتی اس لیے 11 آیت میں لکھا ہے کہ وہ اپنے گھر آیا اور اُسکے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔اور حتیٰ کہ جب 26 آیت میں یوحنا اصطباغی اُس کا (مسیح) تعارف کراتا ہے تو بھی وہ اُسے نہیں پہچانتے۔کنویں پر ایک سامری عورت سے اپنی گفتگو میں مسیح انسان کی روحانی جہالت اور بے علمی کو دو باتوں میں واضح کیا ہے۔(۱)خُدا انسان کی ضرورت کے لیے ایک بخشش ہے اور (۲)اور مسیح اس بخشش کا دینے والا ہے(4باب 10 تا 26 آیات)۔

مسیح نے انسان کی روحانی بے علمی نہ صرف سامری عورت میں پائی بلکہ اسرائیلوں کے اُستاد نیکدیمس میں (3باب 10 آیت)، یہودیوں کے ہجوم میں (7باب 41اور 52 آیات

؛10باب 20 تا24 آیات؛12باب 40 آیت)،فریسیوں میں (8باب 18 آیت)،وہ جواُس کا اقرار کرتے تھے(8باب 31 تا32اور43اور55 آیات)عبادتخانہ کے نگرانوں میں (9باب 16اور 29 تا34 آیات)اور حتیٰ کے مسیح کے اپنے شاگروں میں بھی پائی جاتی تھی (13باب6 تا9 آیات)۔مسیح یسوع نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ غیر ایمانداروں کے ذریعے جس مخالفت اور مصائب کا وہ سامنا کریں گے وہ اس لیے ہوگی کیونکہ اُنکے مخالفین نہ تو باپ کو جانتے ہیں اور نہ ہی اُسے (16باب 1 تا3 آیات)۔برگشتگی کے وسیلہ اوراس کے بعد انسان کا روحانی آئی کیو(IQ) صفر اعشاریہ صفرصفرصفرصفر(0.00000)ہے۔وہ نابینا ہے۔وہ خُدااوراُسکے مسیح اوراُسکے کلام سے لاعلم اور بے بہرہ ہے۔

۲) انسان کا روحانی میلان اور رغبت

اُن باتوں سے جن سے انسان محبت کرتا اور جن سے وہ نفرت کرتا ہے انسان کے میلان اور رغبت کے بارے معلوم ہوسکتا ہے۔یعنی انسان جن باتوں کا شوق رکھتا ہے اور جن کو ناپسند کرتا ہے۔طبعی یا فطری طور پر انسان خُدا،حقیقی نور،اُسکے کلام اور اُسکے لوگوں سے نفرت کرتا ہے۔انسان کی اس نفرت اور دشمنی کو 1بابمیں یوں بیان کیا گیا ہے۔''کلام''یعنی مجسم مسیح (آیت)، زندگی (4 آیت)،نور(4 تا5اور 9 آیات)اپنوں (یہودیوں) کے پاس آیا اور اُسکے اپنوں نے اُسے نہ پہچانا(11 آیت)۔یوحنا کی پوری انجیل میں یہودیوں کا یہی رویہ دیکھا جاسکتا ہے۔باجود اس کہ وہ ابرہام کی نسل سے تھے(8باب 3 3 آیت) اور اُنکے کے پاس خُدا کا کلام تھا(5باب 39 آیت)جب یسوع مسیح تاریخ میں اُن کے پاس آیا تو انہوں نے اُسے ردّ کردیا ۔چونکہ انسان ایک شریر اور گنہگار ہے اس لیے وہ صرف نور سے لاتعلق ہی نہیں نور کے پاس بھی نہیں آتا بلکہ وہ نور سے اس لیے نفرت رکھتا ہے کیونکہ وہ اُسکی بدکاری کو فاش کرتا ہے(3باب 20 آیت)۔جس میں حقیقی زندگی کی مخالفت شامل ہے (5باب 40 آیت)۔ جب انسان پر روحانی معاملات کا دباؤ پڑتا ہے تو وہ بیٹے کی بے حرمتی کرتا ہے(8باب 48اور 49 آیات)۔انسان کی روحانی مخالفت اور دشمنی کا اندازہ اُن دنوں سے لگایا جاسکتا ہے جب مسیح مجسم ہوکر زمین پر آیا تو انسان نے اپنے بُرے منصوبوں اور خواہشوں کی وجہ سے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا(7باب

19، 25اور 32 آیات؛ 8باب 59 آیت؛ 10باب 31 آیت؛ 11باب 50 تا53 آیات؛ 12باب10 آیت)۔

دوسری جانب انسانی فطری طور پر تاریکی کی جانب مرغوب اور وابستہ ہے۔ وہ نور سے نفرت اور تاریکی سے محبت رکھتا ہے(3باب 19 آیت)۔تاریک ماحول میں وہ جیتا اور رہتا ہے ۔کیونکہ "دُنیا کا سردار" اُس کا باپ ہے اور اُسی کی مرضی اور نمونے کے تحت انسان کی زندگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جھوٹا اور قتال ہے(8باب 44 آیت؛12باب 31 آیت؛14باب 30 آیت)۔ انسان کا طرزِ زندگی خُدا کی مرضی اور منظوری پرنہیں بلکہ وہ گناہ کے غلام اپنے دوست شیطان کی تحسین پر ہے(7باب 13 آیت؛9باب 22 آیت؛ 12باب 42اور 43 آیات؛19باب 38 آیات)۔

مسیح نے بھی کہا کہ انسان تین طرح سے غلام ہے۔اوّل: انسان گناہ کا غلام ہے"۔ ۔۔میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے(8باب 34 آیت)۔ ہماری زندگی میں گناہ کا عمل گناہ کی غلامی کا ثبوت ہے۔ دوئم: گناہ کی عادت شیطان کی غلامی کا ثبوت ہے۔تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو(8باب 44 آیت)۔سوئم: مسیح نے یہ بھی بیان کیا کہ انسان خود پرست بھی ہے چونکہ انسان گناہ اور شیطان کا غلام ہے اس لیے وہ اپنے آپ کو اس بات میں دھوکہ دے رہا ہے جب وہ اپنی زندگی کو خود بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اِسے کھو رہا ہے(12باب 25 آیت)۔

یہوداہ اسکریوتی خود پرستی کی ایک مثال ہے(12باب 4 تا6 آیات)۔اپنی زندگی اور مادی اشیا سے اُسکی محبت اُسکے لیے ایک خُدا کی حیثیت رکھتی تھیں اور اسی وجہ سے اُس نے مسیح کے ساتھ دغا بازی کی(13باب 2 آیت)۔ وہ شیطان کا آلہ کار بن گیا(13باب 26اور 27 آیات)اور صاحب اختیار سے مل کر مسیح کو پکڑوانے کا باعث بنا جب مسیح دُعا کر رہا تھا(18باب 1 تا3اور 5 آیات)۔ہم یہوداہ اسکریوتی کی زندگی اور کردار سے سیکھ سکتے ہیں کہ ایسا شخص جو خودغرض اور خود پرستی جیسا کردار رکھتا ہے وہ اُس کا خُدا خوفناک ہوتا ہے جو اُسے تباہ کرتا ہے۔

۳) انسان کی روحانی قوتِ ارادی

اس مبصرانہ نقطہ کے اندر ایک باریک نقطہ ہے۔ یہ بات اہم ہے کہ انسان اپنے فیصلے آزادی سے کرتا ہے مگر اپنی رغبت (گناہ، ذات، اور شیطان) اور میلان کی بنیاد پر جو خُدا، اُسکے بیٹے مسیح اور اُسکے کلام کے مخالف ہیں۔ اس لیے اگرچہ آزاد ہیں لیکن غلط ہیں۔ مسیح نے یہ سکھایا کہ انسان دوطرح کی نااہلیت کے مرض میں مبتلا ہے۔

اوّل: انسان زندگی حاصل کرنے کے لیے خود اُس کے (مسیح) پاس نہیں آ سکتا۔ ''کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ نہ لے۔۔۔'' (یوحنا 6 باب 44 آیت)۔ مسیح ایک بار پھر یوں کہتا ہے ''پھر اُس نے کہا اسی لیے میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آسکتا جب تک باپ کی طرف سے اُسے یہ توفیق نہ دی جائے۔'' (یوحنا 6 باب 65 آیت)۔ زندگی کے لیے مسیح کے پاس آنے کے دو پہلو ہیں۔ (۱) خُدا کی طرف سے باطنی طور پر بیٹے کی جانب ترغیب دینا یا کھینچنا۔ (۲) مسیح کے پاس آنے کے لیے خُدا کی طرف سے بخشش اور توفیق۔ مسیح مزید کہتا ہے کہ ''جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آ جائے گا اور جو کوئی میرے پاس آجائیگا اُسے میں ہرگز نکال نہ دونگا۔'' (یوحنا 6 باب 37 آیت)۔

دوئم: مسیح نے کہا تھا کہ نئے سرے سے پیدا نہ ہونے والا شخص اُس پر ایمان لانے سے قاصر ہے۔ نیکدیمس سے اُس نے کہا، ''جب میں نے تم سے زمین کی باتیں کہیں اور تم نے یقین نہیں کیا تو اگر میں تم سے آسمان کی باتیں کہوں تو کیونکر یقین کرو گے۔'' (3 باب 12 آیت)۔ زندگی کی روٹی پر تعلیم دیتے ہوئے مسیح نے اپنے اُوپر ایمان لانے کو اپنے پاس آنے سے منسلک کیا ہے (6 باب 64 اور 65 آیات)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح کے پاس آنا مسیح پر ایمان لانا ہے۔ اس بیان میں مسیح نے کہا تھا کہ جو کوئی ابنِ آدم کا گوشت کھاتا ہے اور اُسکا خون پیتا ہے اُس میں زندگی ہے (6 باب 53 تا 58 آیات)۔ یہ بات زندگی کے حصول کے لیے مسیح کی شخصیت اور نجات بخش کام پر انسان کے مطلق انحصار کا واضح ثبوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر مسیح کی اس سخت تعلیم کی وجہ سے ''اُسکے شاگردوں میں سے بہتوں نے سنکر کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے۔ اسے کون سُن سکتا ہے (6 باب 60 آیت)۔ اور پھر ایسا ہوا کہ ''اس پر اُسکے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے اور اُسکے بعد اُسکے ساتھ نہ رہے۔'' (6 باب 66 آیت کے ساتھ ساتھ دیکھیں 8 باب 30 اور

31 آیت)۔اچھے چرواہے اور بھیڑوں کی تعلیم میں مسیح یہودیوں کی بے ایمانی کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اُسکی بھیڑیں نہیں ہیں۔مسیح نے کہا"میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔"(10باب26اور27 آیات)۔

یوحنا سرکش بھیڑ کی بے ایمانی پر تبصرہ کرتا ہے(12باب37 آیت)جو یسعیاہ کی دو نبوتوں کا پورا ہونا ہے۔یوحنا12باب38 آیت میں وہ یسعیاہ53باب1 آیت کا حوالہ دیتا ہے۔"اے خداوند ہمارے پیغام کا کس نے یقین کیا ہے؟ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا ہے؟۔"اس کے بعد اگلی آیات میں وہ لکھتا ہے"اس سبب سے وہ ایمان نہ لا سکے کہ یسعیاہ نے پھر کہا۔اُس نے اُنکی آنکھوں کو اندھا اور اُنکے دل کو سخت کر دیا۔ایسا نہ ہو کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع کریں اور میں اُنہیں شفا بخشوں۔"(12باب39 تا40 آیات)۔ مسیح یسوع لوگوں کے اُسکے پاس نہ آنے کی ناکامی کو اُنکی مرضی کی مخالفت کہتا ہے جو آزادی سے عمل میں آتی ہے"پھر بھی تم زندگی پانے کے لیے میرے پاس آنا نہیں چاہتے۔"(5باب 40 آیت)۔

انسان کو خُدا کے سامنے اپنی باطنی زندگی میں مسیح کو قبول کرنے اور اُسکے پاس آنے کے لیے اُسے نئے سرے سے پیدا ہونے کی ضرورت ہے(1باب13 آیت؛3باب3اور5اور7 آیات)۔سچائی کو جاننے کے لیے انسان کی تاریک آنکھوں کو کھلنے اور روشن ہونے کی ضرورت ہے ۔اُسکی تلون مزاجی اور میلان میں تبدیلی کی ضرورت ہے تاکہ وہ نور سے محبت اور تاریکی سے نفرت کرے۔انسان کی سرکش مرضی کو مسیح کو قبول کرنے،اُسکے پاس آنے اور اُسکی پیچھے چلنے کے قابل بننے کے لیے خُدا کے قوی کام اور قوت کی ضرورت ہے۔

۴) خُدا کے سامنے انسان کا عمل

یوحنا کی انجیل واضح طور پر سکھاتی ہے کہ خُدا کے سامنے انسان کی حالت اُسکے اعمال میں ظاہر ہوتی ہے۔مسیح نے سکھایا کہ انسان نور کی نسبت تاریکی کو زیادہ پسند کرتا ہے کیونکہ اُسکے اعمال بُرے ہیں۔مسیح نے کہا"۔۔۔نور دُنیا میں آیا اور آدمیوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا اس لیے کہ اُنکے کام بڑے تھے کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی کرتا ہے اور نور کے پاس نہیں

آ تا ۔۔۔‘‘(یوحنا3باب 19 تا20 آیات)۔ 19 آیت میں لفظ ’’بُرا‘‘ ایک عملی بُرائی کی جانب اشارہ کرتا جو تباہ کن اور مہلک ہے۔ 20 آیت میں لفظ ’’بدی‘‘ سے مراد اُنکے اعمال بیکار ہیں جو خُدا کی نظر میں بے وقعت ہیں۔ 19 آیت میں استعمال لفظ 1 تا 3 آیات میں مذکورہ لوگوں کی باطنی زندگیوں کی اساس طرف اشارہ کرتا ہے۔اور دوسرا لفظ ایسی زندگی کی اساس یا جڑ سے پیدا ہونے والے پھل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔اور ان لوگوں پر خُدا سزا کا حکم ہوتا ہے(3باب 18 آیات)

۔

انسان کی زندگی خُدا کی سزا کے ماتحت ہے کیونکہ اُس میں ایمان اور فرمانبرداری کا فقدان ہے۔مسیح پر ایمان فرمانبرداری کی شہادت ہے۔ایمان کا فقدان (اساس یا جڑ) نافرمانی (پھل) پیدا کرتا ہے۔مسیح یسوع نے کہا وہ جو اُس پر ایمان لاتے ہیں اُن کا محرک اُسکی جانب محبت ہوتا ہے(14باب 15 آیت، 21اور 23 آیات)۔مسیح مزید کہتا ہے’’وہ جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا وہ میرے کلام پر عمل نہیں کرتا اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ میرے باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔‘‘(14باب 24 آیت؛ مزید دیکھئے 15باب 23 تا26 آیات)۔اور مسیح کی فرمانبرداری کا مقصد اُسکی اور اُسکے باپ کی عزت کرنا ہے جسے اُس نے بھیجا ہے(5باب 23 آیت؛ اور دیکھیں 39 تا47 آیات)۔انسان کے کاموں کو اُنکی اساس یا جڑ یعنی اُنکی باطنی و برگشتہ زندگی کی بنیاد پر ہی اچھا یا بُرا نہیں ٹھہرایا جاتا بلکہ ایسا اُنکے بے کار پھلوں کی وجہ سے بھی کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اس کا تعلق اُس محرک سے ہے جو خُدا اور اُسکے بیٹے سے نفرت کرنا اور اُس مقصد سے بھی ہے جو خُدا اور اُسکے بیٹے کی بے حرمتی کرنا ہے۔

۵) خُدا کے سامنے انسان کی حالت

مندرجہ بالا حقائق کی بنیاد پر ہم صرف ایک ہی منطقی نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انسان روحانی طور پر مُردہ ہے۔تاہم اس ضمن میں ہم یہاں پر اپنا نتیجہ اخذ نہیں کر رہے۔یوحنا کی انجیل اس سچائی کو واضح طور پر بیان کرتی ہے۔

اوّل: مسیح نے کہا کہ انسان اپنے اندر زندگی نہیں رکھتا(6باب 53 آیت)۔اُسکی ساری تعلیمات جو روح القدس کے ذریعے نئی پیدائش کا تقاضا کرتی ہے یہ زندگی کے لیے اُس

کے پاس آنا، اُسکا کا گوشت کھانا اور اُس کا خون پینا اور اُس پر ایمان لانا ہے (دیکھئے: یوحنا 3 باب 1 تا 11 آیات؛ 5 باب 40 آیت؛ 6 باب 53 تا 58 آیات؛ 20 باب 30 اور 31 آیات)۔ مسیح کا دعویٰ ہے کہ صرف وہی زندگی ہے اور زندگی بخشتا ہے اس لیے ہمیں اس بات کو قبول کرنے کی ضرورت ہے کہ اُس سے الگ ہو کر انسان میں روحانی زندگی نہیں ہو سکتی (یوحنا 10 باب 27 اور 28 آیات؛ 11 باب 25 اور 26 آیات؛ 14 باب 6 آیت)۔

دوئم: مسیح نے مزید یہ بھی کہا کہ نئے سرے سے پیدا نہ ہونے والے شخص کی حالت موجودہ روحانی موت ہے۔ مسیح کہتا ہے کہ "۔۔۔ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا۔" (5 باب 24 آیت)۔ اس کے بعد وہ موجودہ زمانہ کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ۔۔۔ "وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مردے خُدا کے بیٹے کی آواز سنیں گے اور جو سنیں گے وہ جئیں گے (5 باب 25 آیت)۔ اس حوالہ کے پس منظر کا اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مسیح روحانی مُردہ پن کا ذکر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جسمانی مُردہ اُنکو کہتا ہے جو قبروں میں ہیں (5 باب 28 اور 29 آیات)۔

روحانی طور پر آدمی لعزر کی طرح ہیں (جب مسیح اُسکی قبر پر آیا اور پتھر ہٹانے کے لیے کہا) جن سے موت کی بدبُو آتی ہے، اور کفن سے اُسکے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے، اور اُسکا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا (یوحنا 11 باب 38 تا 44 آیات)۔ اور خُدا کے بیٹے کی حیات بخش آواز نے لعزر سے کہا اے لعزر نکل آ (43 آیت) اور اس آواز نے لعزر کو قبر سے باہر نکالا (44 آیت)۔ بالکل اسی طرح وہ آواز آج میں روحانی مُردہ انسان کو پکارتی ہے اور وہ اُنکو روحانی اور ابدی طور پر زندگی بخشتی ہے۔ کیونکہ انسان روحانی مُردہ ہے۔

مرض کی پیشگوئی

ماہر تشخیص لوگوں کے لیے مرض کی مستند پیشگوئی بھی کرتے ہیں۔ اگر انسان اس زندگی میں روحانی موت کا شکار رہتا ہے تو اُسے موت کے بعد قیامت اور عدالت پر یقینی نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا (5 باب 29 آیت)۔ یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ اگرچہ انسان خُدا کی

خوشنودی کے قابل نہیں ہے تو بھی یہ اُسکی ذمہ داری ہے اور اُسے کچھ عذر نہیں ہوسکتا (1 باب 5 آیت؛ 7 باب 28 آیت؛ 9 باب 40 اور 41 آیت؛ 10 باب 37 تا 39 آیات؛ 15 باب 22 تا 25 آیات)۔ انسان کے اس کرب کے تین نتائج ہیں۔

۱) انسان کی ابدی ہلاکت مقرر ہے

مسیح نے نیکدیمس سے کہا صرف وہ جو اُس پر اایمان لاتے ہیں وہی ابدی ہلاکت سے بچیں گے اور ابدی زندگی حاصل کریں گے۔ اس لیے تمام غیر ایماندار ابدی طور پر ہلاک ہوں گے (یوحنا 3 باب 16 آیت)۔ مسیح نے ہیکل میں اُن لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو نہ تو اُس پر ایمان لا رہے تھے اور نہ ہی اُس کے پیچھے آ رہے تھے (یوحنا 8 باب 12 تا 59 آیات)۔ اس لیے وہ اپنے گناہوں میں مریں گے (یوحنا 8 باب 1 2 اور 4 2 آیات)۔ وہ ہمیشہ کے لیے نکال دیے جائیں گے (یوحنا 6 باب 37 آیت؛ مزید دیکھیں 8 باب 35 آیت؛ 10 باب 28 آیت)۔

۲) انسان خُدا کے غضب (قہر) کے ماتحت ہے

یوحنا اصطباغی نے اپنے شاگردوں سے کہا اُن کا ایمان دُلہے (مسیح) میں ہونا چاہیے (یوحنا 3 باب 27 تا 30 آیات)" باپ نے سب چیزیں بیٹے کے ہاتھ میں دے دی ہیں (یوحنا 3 باب 31 تا 35 آیات)۔ اس کے بعد یوحنا مسیح پر ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کے درمیان موازنہ پیش کرتا ہے۔ ایماندار ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہیں اور غیر ایمانداروں پر خُدا کا غضب ہوتا ہے (یوحنا 3 باب 36 آیت)۔

۳) انسان پر پہلے سے سزا کا حکم ہو چکا ہے

مسیح نے کہا کہ وہ دُنیا میں اس لیے نہیں آیا کہ دُنیا پر سزا کا حکم کرے کیونکہ جو اُس پر ایمان لاتا ہے اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم ہو چکا (یوحنا 3 باب 17 تا 18 آیات)۔ اس کا اعلان سب کے سامنے روزِ عدالت ہو گا جس نے بدی کی ہو گی وہ سزا کے واسطے جی اٹھے گا (یوحنا 5 باب 28 اور 29 آیات)۔

یوحنا کی انجیل کے مطابق غیر ایماندروں کے لیے ایک ہولناک چیز انتظار کر رہی ہے۔ انسان جو روحانی موت کے کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے وہ ابدی طور پر ہلاک ہو گا، وہ پہلے سے خُدا کے

غضب اور عدالت کے تحت ہے۔ ایسے شخص کے لیے موت بھرپور زندگی کی راہ نہیں بلکہ انتہائی درجہ کی عدالت یا ابدی موت کہا جاسکتا ہے۔ عظیم طبیب اس طرح تشخیصِ مرض بیان کرتا ہے۔

سبق 3

''غیر مشروط چناؤ'' (Unconditional Election)

اب ہماری توجہ کا مرکز خُدا ہے۔ وہ خُدا جس نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اپنا اکلوتا اور پیارا بیٹا بخش دیا جو ابدیت سے باپ کی گود میں تھا(یوحنا 1 باب 18 آیت؛ 3 باب 16 آیت؛ 17 باب 24 آیت)۔ گزشتہ بات میں بیان کردہ انسان کی حالت اور سرشت کی روشنی میں اُسکی جانب خُدا کی یہ محبت حیرت انگیز ہے۔ انسان میں اور اُسکے بارے میں کوئی شے قابل محبت نہیں ہے۔ وہ قطعی اور صرف مکمل طور پر برگشتہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اس حالت حالت اور سرشت کو خُدا کے سامنے قطعی طور پر تبدیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

تاہم خُدا نے اپنی آزاد اور حاکم مرضی کے تحت بعض مخصوص برگشتہ لوگوں کو اپنی ازلی محبت کے ذریعے ابدی زندگی بخشی۔ یوحنا کی انجیل میں اس سچائی کے بارے چار باتیں بیان کی گئی ہیں۔

ا) خُدا نے بعض کو چُنا تا کہ وہ اُسکے کہلائیں

خُدا جو مقدس اور راست باپ ہے اُس نے بعض کو اس لیے چُن لیا تا کہ وہ اُسکے کہلائیں۔ یہ سچائی یوحنا 17 باب میں مسیح کی مذکورہ دُعا سے واضح ہوتی ہے۔ یہاں پر مسیح بیان کرتا ہے کہ جن کو باپ نے اُسے دیا ہے وہ پہلے سے باپ کے تھے جیسا کہ ہم 6 آیت میں پڑھتے ہیں ''وہ تیرے تھے ''۔اسی طرح 9 آیت میں بھی لکھا ہے'' کیونکہ وہ تیرے ہیں''۔اور 10 آیت میں ''اور جو کچھ میرا ہے وہ سب تیرا ہے اور جو تیرا ہے وہ میرا ہے''۔ایک بار پھر مسیح 23 آیت میں یوں دُعا کرتا ہے''۔۔۔اور دُنیا جانے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا اور جس طرح کہ تُو نے مجھ سے محبت رکھی اُن سے بھی محبت رکھی؛'' اور 24 آیت میں ''۔۔۔کیونکہ تو نے بنایِ عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی؛'' مراد یہ کہ بعض ایسے ہیں جن کو خُدا باپ نے اپنی آزاد مرضی و محبت کی بدولت بنای عالم سے پیشتر چُن لیا تا کہ وہ اُسکے کہلائیں۔

۲) خُدا باپ نے جنکو چُنا اُس نے انہیں بیٹے کو دیا ہے

یوحنا 17 باب 2 آیت میں مسیح باپ سے یوں مخاطب ہے "تُو نے اُسے ہر بشر پر اختیار بخش دیا ہے تا کہ جنہیں تُو نے اُسے بخشا ہے اُن سب کو ہمیشہ کی زندگی دے۔" اسی استدلال کو مسیح 17 باب 11 آیت میں جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ "اے قدوس باپ! اپنے اُس نام کے وسیلہ سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے اُنکی حفاظت کرتا کہ وہ ہماری طرح ایک ہوں۔" مزید مسیح کہتا ہے کہ "میں نے تیرے نام کو اُن آدمیوں پر ظاہر کیا جنہیں تُو نے دُنیا میں سے مجھے دیا۔ وہ تیرے تھے اور تُو نے اُنہیں مجھے دیا اور انہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے۔" (یوحنا 17 باب 6 آیت)۔ اسی طرح مسیح کی دُعا دُنیا کے لیے نہیں ہے مگر اُن کے لیے جنہیں باپ نے اُسے دیا ہے (یوحنا 17 باب 9 آیت)۔ یہاں پر مسیح صرف گیارہ شاگردوں کے بارے نہیں سوچ رہا تھا جیسا کہ یوحنا 17 باب 20 تا 24 آیات سے ظاہر ہے۔ اور 20 آیت میں ہم مسیح کے الفاظ کے یوں سنتے ہیں "میں صرف اِن ہی کے لیے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُنکے لیے بھی جو اِنکے کلام کے وسیلہ سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔" جو کلام باپ نے مسیح کو پہنچایا تھا وہ مسیح نے اُنکو پہنچا دیا (دیکھیں 6 تا 8 آیات)۔ اور 21 آیت میں مسیح دُعا کرتا ہے کہ وہ سب ایک ہوں یعنی رسول اور اُنکی تعلیم کے وسیلہ سے ایمان لانے والے جس میں پہلی صدی کی کلیسیا سے لیکر عصر حاضر کی کلیسیا اور دُنیا کے اختتام تک کی کلیسیا شامل ہے۔ جس کی شہادت 24 آیت میں ملتی ہے (دیکھیں یوحنا 6 باب 37 آیت اور 10 باب 29 آیت)۔

۳) خُدا کے بیٹے مسیح نے اپنے آپکو چنے ہوؤں کی خاطر قربانی کے لیے وقف کیا

خُدا باپ نے ازل سے چنے ہوؤں کو اپنے بیٹے کو دیا ہے جس نے اپنے آپ کو اس لیے وقف کیا کہ اُنکے لیے ابدی زندگی خریدے۔ یہ بات اگلے نقطے کے ماتحت مفصل بیان کی جائے گی ہم یہاں پر اسے مختصراً ہی دیکھیں گے۔ یوحنا 10 باب میں مسیح بطور "اچھے چرواہے" کے کہتا ہے اچھا چرواہا بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے" (یوحنا 10 باب 11 آیت)۔ مسیح اس موضوع کو جاری رکھتے ہوئے اسی باب کی 17 اور 18 آیات میں یوں کہتا ہے "باپ مجھ سے اس لیے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اُسے پھر لے لوں۔۔۔ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُسے دینے

کا بھی اختیار ہے اور اُسے پھر لینے کا بھی اختیار۔۔۔‘‘مسیح کی بھیڑوں کے لیے موت (اپنی زندگی دینا) اور قیامت (اپنی زندگی لینا) الٰہی مقصد کے مطابق ہیں جیسا کہ مسیح یوحنا 10 باب 18 آیت کے آخر پر کہتا ہے کہ ’’یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا‘‘۔

پوری یوحنا کی انجیل میں مسیح باپ کی مرضی کے بارے صاحبِ شعور ہے کہ اُسے اسکو پورا کرنا ہے (یوحنا 5 باب 34 آیت؛ 5 باب 30 اور 36 آیات؛ 6 باب 38 آیت؛ 17 باب 4 آیت؛ 19 باب 28 تا 30 آیات) اور مسیح متوقع مصائب سے اپنے وقت کے بارے میں بھی بخوبی باخبر تھا (یوحنا 2 باب 4 آیت؛ 7 باب 30 آیت؛ 8 باب 20 آیت؛ 12 باب 23 اور 27 آیات؛ 13 باب 1 آیت؛؛ 16 باب 32 آیت؛؛ 17 باب 1 آیت)۔ جب مسیح نے باغِ گتسمنی میں یہوداہ کو سردار کاہنوں اور فریسیوں کے ہمراہ آتے دیکھا تو مسیح وہ سب کچھ جانتا تھا جو اُسکے ساتھ ہونے والا ہے اس لیے وہ اُن سے ملنے کو گیا (یوحنا 18 باب 3 اور 4 آیات)۔ اور جیسے وہ اُن سے ملنے گیا تو وہ جانتا تھا کہ جو پیالہ باپ نے اُسے دیا ہے اُسے پینے جا رہا ہے۔

۴) خُدا نے انہیں وہ وسائل بھی دیے ہیں جن سے وہ محفوظ ہیں

خُدا باپ جس نے انہیں ہمیشہ کی زندگی کے لیے مقرر کیا ہے اُس نے اُنکی محافظت کے لیے وسائل کا تعین بھی کیا ہے۔

الف: اُنکے لیے خُدا کا مقصد ہمیشہ کی زندگی ہے

(اپنے لوگوں کے لیے ہمیشہ کی زندگی خُدا کے مقصد کے لحاظ سے)

۱) جن کو خُدا نے چنا ہے اُنکے لیے ایک موجودہ بخشش اور ملکیت ہے (یوحنا 6 باب 39 اور 40 آیات؛ 14 باب 2 اور 3 آیات)۔

۲) اس میں روزِ آخرت کو زندہ ہونے کی اُمید بھی شامل ہے (یوحنا 5 باب 24، 25، اور 29 آیات؛ 6 باب 39، 40، 44 اور 54 آیات)

۳) اس میں مسیح کے ساتھ ہمارا متحد ہونا شامل ہے (یوحنا 17 باب 24 آیت اور دیکھیں 1 باب 14 آیت؛ 17 باب 5 آیت)۔

ب: خُدا ہمیشہ کی زندگی کے لیے وسائل مہیا کرتا ہے

خُدا اپنے چنے ہوئے (مقررہ) لوگوں کی ابدی زندگی کے لیے تمام تر وسائل بھی مہیا کرتا ہے۔

۱) خُدا انہیں مسیح کے پاس آنے کی صلاحیت بخشتا ہے (یوحنا 6 باب 37، 44 اور 65 آیات)۔

۲) خُدا انہیں مسیح پر یمان لانے اور اس پر قائم رہنے کی صلاحیت بخشتا ہے (یوحنا 6 باب 40 آیت؛ 10 باب 26 اور 27 آیات)۔ اس زمرے میں ہمیں یوحنا 6 باب 51 اور 53 تا 58 آیات میں مسیح کے الفاظ کو سمجھنے کی ضرورت ہے جہاں اپنے گوشت کے کھانے اور خون کے پینے کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ یہ مسیح پر ایمان لانے کے بارے بہت ہی ٹھوس طریقہ ہے اور مسیح پر روحانی زندگی کے منبع اور مدد کے لیے مطلق انحصار کو ظاہر کرتا ہے جس طرح ہم جسمانی زندگی کے لیے روٹی اور پانی پر انحصار کرتے ہیں۔

۳) خُدا انہیں مسیح کی آواز کو سننے اور اُسکی پیروی کرنے کی صلاحیت مہیا کرتا ہے (یوحنا 8 باب 47 آیت؛ اور دیکھیں 46 آیت اور 10 باب 26، 27 اور 29 آیات)۔

مخلصی کا عہد

اس سیکشن میں نجات کے بارے دو بہت ہی اہم الہیاتی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ پہلے میں خُدا باپ اور بیٹے میں رضا مندی پائی جاتی ہے جسے "مخلصی کا عہد" کہا جاتا ہے۔ باپ لوگوں کو اپنے بیٹے کو دیتا ہے اور بیٹا اپنی موت کے وسیلہ سے انہیں خلاصی دینے کے لیے رضا مند ہوتا ہے (دیکھیں مندرجہ بالا 1 اور 2 نقاط)۔

یہ دوسرے نقطے کی بنیاد بنتا ہے: "فضل کا عہد" جس میں باپ تثلیث کا سر، بیٹا اپنے لوگوں کا سر اور درمیانی، چنے ہوئے لوگوں کے لیے ابدی زندگی اور اس کے وسائل کو محفوظ کرتا ہے (دیکھیں مندرجہ بالا 3 تا 4 نقاط)۔ نجات خداوند کی طرف سے ہے (یوناہ 2 باب 9 آیت)۔

سبق 4

محدود (مخصوص) کفارہ

''محدود یا مخصوص کفارہ'' سے مراد یہ ہے کہ مسیح صرف ازل سے چنے ہوئے لوگوں کے لیے موا اور اُسکا کفارہ مخصوص لوگوں کے لیے نجات حاصل کرتا ہے۔ یہاں پر دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔

۱) یہ کہ مخلصی (نجات) مخصوص ہے اور

۲) یہ کہ مخلصی (نجات) خُدا کے برگزیدوں کے لیے انجام دی گئی ہے

یوحنا کی انجیل میں مسیح کی موت کے مضمون کے بارے دو اقسام کے حوالہ جات ہیں۔ پہلی قسم کے حوالہ جات میں مسیح کی موت کے مقصودِ اثر کو مخصوص لوگوں کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ اور دوسری قسم کے حوالہ جات میں مسیح کی موت کا عالمگیر مقصد بیان کرتے ہیں۔ ہمیں ان دونوں اقسام کے حوالہ جات کو کس طرح سمجھنا چاہیے؟ کیا ان دونوں اقسام میں ایک خالص اضدادیت ہے جو کبھی بھی ہم آہنگ نہیں ہوسکتی یا پھر ان حوالہ جات کی ایسی تفہیم ممکن ہے جو مسیح کی موت کے عجائب کو پیش کرتی ہے۔

۱) مسیح کی موت مخصوص لوگوں کے لیے ہے

الف: یوحنا 10 باب

اس سچائی کے بارے پہلا حوالہ یوحنا 10 باب میں ہے۔ اس باب کی 11 آیت میں مسیح یوں کہتا ہے ''اچھا چرواہا میں ہوں، اچھا چرواہا بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔ اور 14 آیت میں بھیڑوں کو دو دفعہ مسیح ''اپنی یا میری بھیڑیں'' کہتا ہے (مزید دیکھیں یوحنا 10 باب 3 اور 4 آیات) ۔15 آیت میں مسیح کہتا ہے کہ وہ اپنی ان بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔ مسیح نے یہ باتیں یہودیوں سے عیدِ خیام کے موقع پر کہیں (یوحنا 7 باب 2 آیت)۔ بعد ازاں عیدِ تجدید (Hanukkah) کے موقع پر مسیح ایک بار پھر یروشلیم میں تھا (یوحنا 10 باب 22 اور 23 آیات ۔ اس کے بعد مسیح یہودیوں کی بے ایمان کا نشان یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اُسکی بھیڑیں نہیں

ہیں (یوحنا 10 باب 26 آیت)۔ مراد یہ کہ بے ایمان یہودیوں کو باپ نے اُسے نہیں دیا تھا اس لیے وہ مسیح کی نجات بخش موت کے مقصد و مدعا سے باہر ہیں۔

اسی باب کی 27 آیت میں مسیح اپنی بھیڑوں کی دو خصوصیات بیان کرتا ہے۔ یعنی وہ ''اُسکی آواز سنتی ہیں'' اور اُسکے پیچھے چلتی ہیں (مزید دیکھیں 14 آیت)۔ وہ اُنکے لیے مقررہ ابدی زندگی اُنکو دیتا ہے (28 اور 29 آیات) کیونکہ وہ اُنکے لیے اپنی جان دیتا ہے (دیکھیں 11 تا 18 آیات)۔ اسی موضوع پر ایک اور حوالہ یوحنا 21 باب میں پایا جاتا ہے۔ یہاں پر مسیح پطرس کو بحال کرتا اور دوبارہ ذمہ داری دیتا ہے (یوحنا 21 باب 15 تا 19 آیات)۔ پطرس مسیح کے ماتحت اُسکی بھیڑوں کا چرواہا ہے (1۔ پطرس 5 باب 1 تا 5 آیات؛ یوحنا 21 باب 16 تا 17 آیات)۔ پطرس کی اس خدمت کے لیے قابلیت اُسکی مسیح سے محبت ہے (یوحنا 21 باب 15 تا 19 آیات) جو بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔

ب: یوحنا 11 باب

اگلا حوالہ یوحنا 11 باب 47 تا 53 میں پایا جاتا ہے (مزید دیکھیں یوحنا 18 باب 14 آیت)۔ مسیح نے لعزر کو زندہ کر کے اپنا عوامی معجزہ دکھایا ہے (یوحنا 11 باب 38 تا 44 آیات)۔ جس کے نتیجہ میں مریم کے بہت سارے دوست مسیح پر ایمان لے آئے لیکن بعض وہاں سے چلے گئے اور انہوں نے فریسیوں کو اسکی بابت بتایا (یوحنا 11 باب 45 اور 46 آیات)۔ یہودیوں کے مذہبی رہنماؤں نے مجلس بلائی تا کہ وہ مسیح کے ان معجزاتی کاموں کے بارے فیصلہ کریں کیونکہ اُس نے بہت سارے مصدقہ معجزات دکھائے (یوحنا 11 باب 47 آیت)۔ یہودیوں نے مسیح اور اُسکے کے کاموں کو عوامی تشویش یا بدامنی کا پیش خیمہ تصور کیا کیونکہ اُنکے خیال میں ایسے کاموں کی وجہ سے رومی یہودی ریاست اور مذہبی ڈھانچے کو کچل سکتے تھے (یوحنا 11 باب 50 آیت)۔

یوحنا 11 باب 51 آیت میں سردار کاہن کائفا نے غیر معمولی الفاظ ادا کیے اگرچہ اُس کے لیے یہ ایک چالباز سیاسی حکمتِ عملی تھی لیکن کائفا کے الفاظ کے ذریعے خُدا بول رہا تھا جیسا کہ وہ بلعام کی گدھی کے ذریعے بولا (گنتی 22 تا 24 ابواب)۔ کائفا کے الفاظ یوں ہیں''۔۔۔ تم کچھ نہیں جانتے۔ اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے نہ کہ

ساری قوم ہلاک ہو۔" (یوحنا 11 باب 49 اور 50 آیات)۔

اس سے ہم تین باتیں سیکھتے ہیں

۱) مسیح کو موت کے گھاٹ اُتارنے (یوحنا 11 باب 53 آیت) میں گردشِ تاریخ کے لیے ایک حیرت انگیز ترتیب پائی جاتی ہے۔

۲) مسیح کی موت خُدا کے لوگوں (یوحنا کی زبان میں خُدا کے پراگندہ فرزندوں) کے لیے بہت بڑی بھلائی لائے گی (یوحنا 11 باب 52 آیت اور مذید دیکھیں 10 باب 16 آیت؛ 17 باب 20 آیت)۔

۳) مسیح کی موت قوم کے جزوی لوگوں کو محفوظ بنانے کا وسیلہ بنے گی (نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو)۔ یوحنا یہاں پر ہمیں بتاتا ہے کہ مسیح قوم کے لیے ہلاک ہوگا۔ کائفا کی یہ نبوت اِس سچائی کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیح بلا امتیاز سب لوگوں کے لیے نہیں بلکہ مخصوص لوگوں کے لیے ہے یعنی یہودیوں اور غیر اقوام میں سے۔

ج: یوحنا 13 باب

اس باب میں عشائے ربانی کا ذکر ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے "عید فسح سے پہلے جب یسوع نے جان لیا کہ میرا وہ وقت آ پہنچا کہ دُنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاؤں تو اپنے اُن لوگوں سے جو دُنیا میں تھے جیسی محبت رکھتا تھا آخر تک محبت رکھتا رہا" (یوحنا 13 باب 1 آیت)۔ یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح یسوع کی موت میں اُسکے اپنوں کی محبت سے سرشاری موجود ہے۔ اس پورے باب میں مسیح یسوع نے اپنی حلیم خدمت پر زور دیا ہے اور اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے کہ اُن میں سے ایک اُس سے دھوکہ کرے گا یعنی یہوداہ اسکر یوتی (یوحنا 13 باب 2 تا 31 آیات)۔ اس کے بعد مسیح اپنے شاگردوں کے لیے محبت کی خدمت کا ایک نمونہ پیش کرتا ہے تا کہ وہ بھی ایک دوسرے کے لیے ظاہر کریں"۔ کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو" (یوحنا 13 باب 34 آیت اور مزید دیکھیں 31 تا 33 آیات)۔ شاگردوں کے لیے مسیح کی محبت اُسکی موت میں ظاہر کی گئی تھی۔

د: یوحنا 15 باب

اس باب میں مسیح یسوع کے اپنے لوگوں سے تعلق کے بارے بیان ملتا ہے۔ وہ انگور کا حقیقی درخت ہے اور اُسکا باپ باغبان ہے؛ اُسکے شاگرد ڈالیاں ہیں جو زندگی کے لیے انگور کے درخت پر انحصار کرتی ہیں اور باپ اُنکی کاٹ چھانٹ کرتا ہے(یوحنا 15 باب 1 تا 8 آیات)۔ مسیح اسی باب کی 9 آیت میں اپنے شاگردوں سے اپنی محبت کے بارے بیان کرتا ہے۔ مسیح کی اُن سے محبت ایک نمونے میں پیش کی گئی ہے جس پر اُن کو چلنا ہے(9 تا 12 آیات)۔ مسیح اپنی محبت کی عظمت کو 13 اور 14 آیات میں یوں بیان کرتا ہے"اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لیے دیدے۔ جو کچھ میں تمکو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔"

مندرجہ ذیل باتوں پر غور کریں

۱) مسیح کی موت رضا کارانہ ہے۔ مسیح اپنی زندگی خود دیتا ہے

۲) مسیح کی موت اپنے دوستوں کے لیے ہے یعنی مخصوص لوگوں کا گروہ

۳) جن کے لیے مسیح اپنی زندگی دیتا ہے اُنکو اُسکے احکام کی تعمیل سے پہچانا جا سکتا ہے

ر: یوحنا 17 باب

یوحنا کی انجیل مسیح کی مخصوص نجات یا کفارے کے بارے آخری حوالہ 17 باب ہے جو مسیح کی دُعائے کہانت میں پایا جاتا ہے۔ یہاں پر 19 آیت میں مسیح یوں دُعا کرتا ہے"اور اُنکی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں تا کہ وہ بھی سچائی کے وسیلہ سے مقدس کئے جائیں۔"اس آیت کی ترکیب وساخت ایسی ہے کہ مسیح کا کام اُسکے لوگوں کی زندگیوں میں وقوع پذیر ہونے والی باتوں کی بنیاد بنتا ہے۔اس کا اشارہ ہمیں اس بات سے ملتا ہے کہ یہاں پر"فعل" مقدس کرنا" حالتِ معروف میں ہے جبکہ لاحقہ"مقدس کیا جانا" فعل مجہول کی شکل میں ہے۔اس آیت میں لفظ "تا کہ" بھی اس سے پہلے بیان کے نتیجے کو ظاہر کرتا ہے۔ مسیح کا اپنے آپ کو مقدس کرنا اُسکی خُدا ساری مرضی کو پورا کرنے کی طرف اشارہ ہے جس کی منتہا صلیب پر اُسکے لوگوں کی تقدیس کے لیے اُس کی موت ہے۔

مسیح کی دُعا کا پس منظر اور مضمون بھی اسی موضوع کو ظاہر کرتے ہیں۔اُس نے یوں کہا"میں باپ میں سے نکلا اور دُنیا میں آیا ہوں۔ پھر دُنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا

ہوں۔"(یوحنا16باب28 آیت)۔یوحنا17باب میں مسیح نے دُعا کے بعد یوں کہا"یسوع سب باتوں کو جو اُسکے ساتھ ہونے والی تھیں جان کر باہر نکلا اور اُن سے کہنے لگا کہ کسے ڈھونڈتے ہو؟"(یوحنا18باب4 آیت)اور جب پطرس نے ملخس کا دہنا کان اُڑا دیا تو یسوع نے پطرس سے کہا"تلوار میان میں رکھ۔جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا میں اُسے نہ پیوں؟"(یوحنا18باب10 تا11 آیات) مسیح یہاں پر موت کا پیالہ یعنی صلیبی موت کا پیالہ پینے والا تھا۔

مسیح کی دُعا کی اندر ہی ہم موت و مصائب کا لہجہ دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ"۔۔۔وہ گھڑی آ پہنچی۔"(یوحنا17باب1 آیت)،"میں آگے کو دُنیا میں نہ ہونگا۔۔۔"(یوحنا17باب 11 آیت)۔"۔۔۔اب میں تیرے پاس آتا ہوں"(یوحنا17باب13 آیت)۔"۔۔۔جہاں میں ہوں وہ بھی وہاں میرے ساتھ ہوں۔۔۔(یوحنا17باب24 آیت)۔مسیح کے یہ کلمات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مسیح کے اندر موت کے ذریعے اپنے باپ کی مرضی پوری کرنے کا قطعی احساس تھا کہ وہ پہلے سے مر چکا ہے اور باپ کے پاس چلا گیا ہے۔اس کو مسیح ماضی کے صیغہ میں بیان کرتا یعنی پہلے سے ہو چکا ہے۔مثلاً"جو کام تو نے مجھے کرنے کو دیا تھا اُسکو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا"(یوحنا17باب4 آیت)۔مسیح کا اپنی موت میں اپنے آپ کو مقدس کرنا اُسکے شاگردوں کے لیے تھا۔جنہیں تو نے اُسے بخشا ہے وہ اُنکی خاطر موا یعنی مسیح نے مخصوص لوگوں کے لیے جان دی(یوحنا17باب 2، 6، 9، 20اور 24 آیات)۔

ا) مسیح کی موت اپنے مقصد و وسعت میں عالمگیر

اب ہم اُن حوالہ جات کو دیکھیں گے جن میں مسیح کی موت"دُنیا" کے لیے بیان کی گئی ہے۔ہمارا مقصد یہ ہے آیا دیکھیں یہاں پر یہ مخصوص کفارہ کے نظریہ سے متصادم تو نہیں۔

الف: "دُنیا کا گناہ"(یوحنا1باب29 آیت)

یوحنا اصطباغی اپنے قارئین کی ان الفاظ میں مسیح کی جانب توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے"دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کے گناہوں کو اُٹھا لے جاتا ہے۔"(یوحنا1باب29 آیت)اگلے دن جب یوحنا اندریاس کے ساتھ کھڑا تھا(35 آیت) کہ ایک گمنام شاگرد جسے"عزیز شاگرد یوحنا" کہا گیا ہے اُس نے کہا"دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے!"(یوحنا1باب36 آیت)۔یہاں پر لفظ"برّہ" کا اطلاق

مسیح پر کیا گیا ہے جس سے فطری طور پر یوحنا کے قارئین کا دھیان فسح کے برّے اور ہیکل کی قربانی کی جانب جاتا ہے (دیکھیں یوحنا 2 باب 13 آیت) اس سے ہمیں یوحنا کے اس اعلان کو عید فسح کے وقت سے پہلے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

حیرت انگیز اعلان کچھ یوں تھا:

ا) یسوع ایک شخص کو قربانی کے طور پر مرنا تھا تا کہ وہ لوگوں کو گناہوں کی غلامی سے آزاد کرے۔ ''خُدا کا برّہ جو گناہوں کو اُٹھالے جاتا ہے۔۔۔(یوحنا 8 باب 6 3 آیت)۔

۲) مسیح کی موت اطلاقی اعتبار سے صرف یہودیوں تک محدود نہیں تھی بلکہ اُس میں دُنیا کی تمام قوموں میں سے چنیدہ لوگ بھی شامل تھے'' (دیکھیں یوحنا 11 باب 50 تا 52 آیات) ۔اگر ہم پہلی صدی کے یہودیوں کا رویہ اور نقطہ نظر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیحا کے بارے اُن کا نظریہ امتیازی اعتبار سے اُنکے اپنے بارے ہی تھا۔اس طرح ہم پرانے عہد نامے میں نبوت کے بارے یہودیوں کی غلط فہمی کو دیکھ سکتے ہیں۔لیکن یہاں پر ہم مسیح کی موت کے عالمگیر مقصد و وسعت کو دیکھ سکتے ہیں۔مسیح یسوع کی موت کی عالمگیری وسعت مخصوص نجات کو ردّ نہیں کرتی۔

ب: ''اونچے پر چڑھایا جائے'' (یوحنا 3 باب 14 آیت)

اب ہم مسیح کے اپنے الفاظ کو دیکھیں گے جو یوحنا 3 باب 14 تا 18 آیات؛ 8 باب 28 آیت اور 12 باب 32 تا 32 آیات میں پائے جاتے ہیں۔ان تمام حوالہ جات میں مسیح کے بارے یہ بیان ہے کہ وہ اُوپر اُٹھایا گیا۔ یوحنا اس بیان کے استعمال سے ہمیں بتاتا ہے کہ مسیح کس قسم کی موت مرے گا۔(یوحنا 12 باب 33 آیت)۔یسوع نے کہا، ''اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اُونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے۔'' (یوحنا 3 باب 14 آیت)۔15 آیت میں یوحنا اس بات کی وضاحت اس طرح کرتا ہے۔ ''تا کہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔'' اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی موت کا ہمیشہ کی زندگی کے لیے فائدہ صرف اُس شخص کو ہوگا جو اُس پر مسلسل ایمان رکھتا ہے (یہاں زمانہ حال کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے)۔یسوع مذید کہتا ہے، '' کیونکہ خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشد یا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی

زندگی پائے۔ کیونکہ خُدا نے بیٹے کو دُنیا میں اس لیے نہیں بھیجا کہ دُنیا پر سزا کا حکم کرے بلکہ اس لیے کہ دُنیا اُسکے وسیلہ سے نجات پائے۔" (یوحنا 3 باب 16 اور 17 آیات)۔

مندرجہ باتوں پر غور کریں:

ا) خُدا کی منشا ==> "اُس نے دُنیا سے محبت کی"

۲) خُدا کا عمل ==> "اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا،" "اُس نے دُنیا میں اپنا بیٹا بھیجا۔"

۳) خُدا کا مقصد ==> "کہ دُنیا اُسکے بیٹے کے ذریعے بچ جائے۔" "تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" "وہ جو اُس پر ایمان لاتا ہے اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا" (18 آیت)۔

عالمگیر وسعت

ایک دفعہ ہم پھر دیکھتے ہیں کہ مسیح کی موت کے ذریعہ خُدا کی نجات کی وسعت عالمگیر ہے۔ چار دفعہ 16 اور 17 آیات میں "دُنیا" اور دو دفعہ 15 تا 16 آیات میں "جو کوئی" کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ (نجات کے لیے مسیح کی موت کی وسعت) مخصوص بھی ہے کیونکہ مسیح کی موت کا فائدہ صرف خُدا کی محبت حاصل کرنے والوں اور اُسکے حکموں پر عمل کرنے والوں کو ہوتا ہے۔ ان آیات (15، 16 اور 18) میں گرائمر کی رُو سے زمانہ حال میں صفتِ فعلی سے پہلے حرفِ تعریف آتا ہے۔ غیر مشروط چناؤ پر اپنی بحث و مطالعہ کی روشنی میں (جس میں خُدا بعض کو یہ اہلیت بخشتا ہے کہ وہ مسیح کے پاس آئیں) ہم نے "مخصوص چناؤ" اور "مخصوص کفارہ" کو اسکے عالمگیر تناظر میں دیکھ چکے ہیں۔

یوحنا 12 باب 32 تا 34 آیات میں بھی ہم یہی بات دیکھتے ہیں۔ یہاں پر یسوع کہتا ہے "اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ (32 آیت)۔ مسیح نے یہ اپنے سامعین کے اعتراض کے ردِعمل میں کہا۔ یوں یسوع نے اپنے سامعین سے نور پر ایمان لانے پر زور دیا تا کہ وہ نور کے فرزند بن جائیں (دیکھیں 34 تا 36 آیات)۔ آیت 32 میں "سب" سے مراد وہ سب جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ مسیح کی عوضی موت سے مستفید ہوتے

ہیں۔

ج: ''دُنیا کا نجات دہندہ'' (یوحنا4باب 42 آیت)

سامریوں کا بیان جو ایک عورت کی گواہی کی وجہ سے مسیح کی طرف متوجہ ہوئے تھے بہت ہی ہدایت آمیز ہے۔ انہوں نے اُس (عورت) سے کہا: ''۔۔۔اب ہم تیرے کہنے ہی سے ایمان نہیں لاتے کیونکہ ہم نے خود سُن لیا اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دُنیا کا منجی ہے۔'' (یوحنا4باب 42 آیات)۔ اُنکے ''دُنیا کا منجی'' کے بیان اور اقرار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح کے سامریوں سے باہمی ربط کی منتہا ہے۔ یوحنا سامریوں کے اس بیان سے مسیح کے ''دُنیا کے منجی'' ہونے کو نمایاں کرتا ہے۔

☆یوحنا4باب میں مسیح کے سامریوں پر مکاشفہ کا خلاصہ یہ ہے

ا) وہ مسیح یا مسیحا (مسح کیا ہوا) ہے (25، 26اور 29 آیات)

۲) وہ ہمیشہ کی زندگی کا پانی دینے والا ہے (10، 13اور 14 آیات)

۳) اُس نے اُن پر یہ ظاہر کیا کہ خُدا کی نجات صرف مخصوص یہودیوں کے لیے نہیں اور نہ ہی صرف یروشلیم خُدا باپ کی مناسب عبادت کا مقام ہے (21 تا 24 آیات) جب انہوں ''دُنیا کا منجی'' کے الفاظ استعمال کیے تو اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح کی نجات صرف یہودیوں کے لیے نہیں بلکہ سامریوں اور اُن سب کے لیے ہے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں (14، 29، 39اور 41 آیات)۔

ایک دفعہ پھر ہم یہ سچائی دیکھتے ہیں کہ ''مسیح کی نجات اپنی وسعت میں عالمگیر ہے'''' جو کوئی'' اور'' دُنیا کا نجات دہندہ'' (یوحنا4باب 14اور 21 تا 24اور 42 آیات) لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مخصوص بھی ہے۔ ''جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو میں اُسے دیتا ہوں'' (14 آیت)، ''سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کریں گے (23اور 24 آیات)، ''کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔'' (23 آیت)۔ ''اور اُس شہر کے بہت سے (سارے نہیں) سامری اُس عورت کے کہنے سے۔۔۔۔ اُس پر ایمان لائے۔'' (39 آیت)۔ ''اور اُسکے کلام کے سبب سے اور بھی بہتیرے (سارے نہیں) ایمان لائے'' (41 آیت)۔

اس حوالہ کی روشنی میں 42 آیت کے تجزیے کے بعد شاید یہ سوال پیدا ہو کہ مسیح کے کفارہ سے اس کا کیا تعلق ہے؟ جواب: ہر شے سے تعلق ہے۔ یہودیوں اور سامریوں کے مابین تکرار کے تناظر میں عورت کے بیان میں گناہ کا کفارہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے (19 اور 20 آیات)۔ ایک بدکار عورت (17، 18 اور 29 آیات) اپنے مسئلے کے حقیقی حل کے لیے وہ دریافت کرتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی قربانی کے لیے کہاں قربانی دے؟ گناہ کے لیے قربانی اور گناہ سے نجات ضروری تھی۔ اس حوالے کے ہر حصے میں گنہگاروں کی بخشش کے لیے گناہ کی عوضی موت واضح ہے۔ مسیح یسوع کی قربانی کے مفہوم کا تعلق ''دُنیا کا منجی'' کے بیان سے ہے۔

د: ''جہان (دُنیا) کی زندگی'' (یوحنا 6 باب 51 آیت)

اس ضمن میں آخری حوالہ یوحنا 6 باب 22 تا 59 آیات ہے۔ بڑی بھیڑ جسے مسیح یسوع نے ایک دن پہلے کھانا کھلایا تھا اُس کے پیچھے ہولی (یوحنا 6 باب 1 تا 21 آیات) اور یسوع نے اُن سے کفر نحوم کے عبادتخانہ میں باتیں کیں (یوحنا 6 باب 59 آیت)۔ یوحنا ہمیں بتاتا ہے کہ اُس وقت یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی (یوحنا 6 باب 4 آیت) جس میں یہودی مصر سے آزادی کی یادگار مناتے تھے (خروج 12 باب)۔ ''زندگی کی روٹی'' کے اپنے بیان میں (یوحنا 32 تا 59 آیات) یسوع نے کہا: ''۔۔۔ جو روٹی میں جہان کی زندگی کے لیے دونگا وہ میرا گوشت ہے۔'' (یوحنا 6 باب 51 آیت)۔ مسیح کا اپنے گوشت کو دینا اُسکی موت کی طرف اشارہ ہے (دیکھیں یوحنا 6 باب 33 آیت) اور 53 تا 56 آیات میں واضح کر دیا گیا ہے جہاں پر مسیح اپنے گوشت کے کھانے اور خون کے پینے کا تین دفعہ ذکر کرتا ہے۔ اُسکی موت جس میں اُسکا گوشت اور خون الگ الگ ہو گا (دیکھیں یوحنا 19 باب 33 تا 37 آیات) انسانوں کے لیے ابدی زندگی کا وسیلہ ہو گا (یوحنا 6 باب 51، 53، 54 اور 56 تا 58 آیات)۔ اس تجربے کو واضح طور پر کھانا اور پینا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ یسوع کہتا ہے ''میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی چیز اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز ہے (یوحنا 6 باب 55 آیت)۔ مفہوم بہت واضح ہے کہ جس طرح انسان جسمانی زندگی کے لیے کھانے اور پانی پر انحصار کرتا ہے اسی طرح روحانی اور ابدی زندگی کے لیے انسان کو مسیح کی موت پر انحصار کرنا ہے۔

اس حوالے میں لفظ ''جہان یا دُنیا''(51 آیت) سے مراد صرف یہودی نہیں بلکہ غیر اقوام بھی شامل ہیں جیسا کہ ہم پڑھ سکتے ہیں کہ حتیٰ کہ غیر اقوام میں سے بھی صرف وہی لوگ مسیح کی موت اور قیامت سے مستفید ہوتے ہیں جو اُس کے پاس آتے (دیکھیں یوحنا 6 باب 35، 44 اور آیات) اور اُس پر ایمان لاتے ہیں (یوحنا 6 باب 35، 40 اور 47 آیات)۔اور یہ لوگ (یہودی اور غیر اقوام) مسیح کو باپ کی طرف سے دیے گئے ہیں (یوحنا 6 باب 37، 38 اور 65 آیات) جن کو باپ کھینچتا (یوحنا 6 باب 44 آیت) اور تعلیم دیتا ہے (یوحنا 6 باب 45 آیت)۔تاکہ یہ لوگ مسیح کا گوشت کھائیں (یوحنا 6 باب 50، 51، 53، 54 اور 56 تا 58 آیات) اور اُسکا خون پئیں (یوحنا 6 باب 53، 54 اور 56 آیات)۔ایک دفعہ پھر ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مسیح کی موت عالمگیر مگر مخصوص ہے۔''محدود و مخصوص کفارہ'' سے ہم نے مسیح کی موت کی افادیت کو عالمگیر مخصوصیت کے طور پر پیش کیا ہے ۔ (اس سچائی کے لیے دیکھیں مکاشفہ 7 باب 9 تا 10 آیات)۔

سبق5

نا قابلِ مذاہمت فضل(Irresistible Grac)

ایمان کے اس مضمون کو مناسب تناظر میں سمجھنے کے لیے ہم اب تک کا خلاصہ پیش کرتے چلیں۔ یہاں تک ہم نے دیکھا کہ تمام برگشتہ لوگوں (مکمل فطر بگاڑ) میں سے خُدا نے بعض کو ہمیشہ کی زندگی کے لیے چن لیا (غیر مشروط چناؤ) جن کے لیے مسیح نے اپنی جان دی (محدود (مخصوص کفارہ)۔اوراس زیرِ مطالعہ مضمون میں ہم مسیح کے کفارہ کے اُن پر فوائد کے اطلاق کے بارے دیکھیں گے جن کو خُدا نے ازل سے چن لیا ہے۔ یہاں پر ایک بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ فضل صرف اُن کے لیے نا قابلِ مذاہمت ہے جس کو خُدا نے چنا ہے اور جن کے لیے مسیح نے اپنی جان کا فدیہ دیا ہے۔اس سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ خُدا کے فضل کی کوئی بھی مذاہمت نہیں کر سکتا (دیکھیں اعمال 7 باب 51 آیت)۔

ا) جن کو خُدا نے چنا ہے وہ اُنکو روح القدس کے وسیلہ سے تبدیل کرتا

پوری برگشتہ نسلِ انسانی میں سے جن کو خُدا نے چُن لیا اور اپنے بیٹے کو دیا ہے تا کہ وہ اُنکے گناہوں کو صلیب پر اُٹھالے، خُدا اپنے خودمختار فضل سے روح القدس کے وسیلہ سے تبدیل کرتا ہے۔

الف: خُدا کا کام

یوحنا اپنی انجیل کے آغاز میں ہی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو مسیح کو قبول کرتے ہیں وہ خُدا کے قانونی وروحانی فرزند ہیں اور وہ جو مسیح کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ ایسا اپنے اندر خُدا کے کام کی وجہ سے کرتے ہیں (یوحنا 1 باب 11 تا 13 آیات)۔ یہ لوگ انسانی استحقاق اور وسیلہ سے خُدا سے پیدا نہیں ہوئے۔ مسیح کو قبول کرنے اور اُس کے نام پر ایمان لانے کی اہلیت خُدا کے فضل کے کام پر مبنی ہے جو اُنہیں خُدا کے حقیقی فرزند بناتی ہے (یوحنا 1 باب 13 اور 13 آیات)۔اُن میں نئ پیدایش کا منبع خُدا کا فضل ہے۔

اس سچائی کو مسیح یسوع نیکدیمس سے اپنی ملاقات میں واضح کرتا ہے۔ مسیح ''نئ پیدایش

"(دیکھیں یوحنا3باب 3 آیت) اور"بادشاہی میں داخلے" (یوحنا3باب 5 آیت) کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ یہ نئی پیدائش روح القدس کے وسیلہ سے حاصل کی جاتی ہے(یوحنا3باب 5،6اور 8 آیات)۔نئی پیدائش کے نتیجے میں انسان اُونچے پر چڑھانے جانے والے ابن آدم پر ایمان لاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ خُدا نے اپنی محبت کی بدولت سے اپنے اکلوتے بیٹے کو ہماری ابدی زندگی کے لیے دے دیا(یوحنا3باب 14 تا16 آیات)۔

ب: خُدا اپنے فضل سے روح القدس کے ذریعے اپنے لوگوں کو نئی زندگی بخشتا ہے۔

یوحنا اصطباغی نے یہودیوں کو گواہی دیتے ہوئے یہ کہا کہ خُدا باپ کا بیٹا بھر پور اور بے اندازہ زندگی رکھتا ہے(یوحنا3باب 34اور 35 آیات) اور خُدا کا برّہ(یوحنا1باب 29اور 36 آیات) اور خُدا کا بیٹا(یوحنا1باب 34 آیات) روح القدس سے بپتسمہ دیتا ہے(دیکھیں 1۔کرنتھیوں 12 باب 13 آیات)۔ہم نے دیکھا کہ خُدا کا بیٹا آدمیوں کو روح القدس سے بپتسمہ دیتا ہے جو انہیں روحانی زندگی بخشتا ہے(یوحنا6باب 63 آیت)۔

مسیح یسوع اپنے لوگوں کو بہت بڑی تسلی یوں دیتا ہے اور اُنکو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہے اُسی جیسا ایک مددگار اور تشفی دہ یعنی روح حق اُن میں بسے گا(یوحنا 14باب 16 تا18 اور 26 آیات؛15باب 26 آیت)۔روح القدس خُدا باپ اور خُدا بیٹے دونوں کی جانب سے بخشش ہے(یوحنا14باب 16 تا26 آیات؛15باب 26 آیت)۔روح القدس بیٹے کی گواہی دیتے ہوئے(یوحنا15باب 26 آیت) حیات بخش سچائی کے بارے سکھاتا ہے(یوحنا16باب 13 تا14 آیات)۔اور مسیح میں ہمیں گناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے قائل کرتا ہے (یوحنا16باب 7 تا17 آیات)۔اور مسیح کو جاننا ابدی زندگی ہے(یوحنا17باب 3 آیت)۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یوحنا کی انجیل میں مسیح اُنہی لوگوں کو ابدی حیات بخشتا ہے جن کو باپ نے اُسے دیا ہے(یوحنا17باب 1 تا 2 آیات)۔اُس نے انہیں زندگی کا پانی بخشا جو ابدی زندگی کے چشمے کی صورت میں پھوٹتا ہے(یوحنا4باب 10اور 14 آیات)۔جو مُردہ ہیں بیٹا اُنکو زندہ کرتا ہے(یوحنا5باب 21،25 تا27 آیات)۔وہ یہ زندگی صرف اُنکو بخشتا ہے جن سے وہ بولتا ہے اور جو اُسکی آواز سنتے ہیں۔ایک بار پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مخصوص اور چنیدہ لوگوں کا گروہ

ہے جن کو مسیح اپنی بھیڑیں کہہ کر پکارتا ہے(یوحنا10 باب 26 تا30 آیات)۔صرف وہی جنہیں باپ اپنے بیٹے کو دیتا ہے صرف وہی اُنکو ہی زندگی بخشتا ہے(دیکھیں یوحنا10 باب 28اور 29 آیات)۔

ج: ''کھینچنا''

مسیح نے اپنی موت کے لیے اُونچے پر چڑھائے جانے کی مثال پیش کی جس کے نتیجے میں وہ اپنے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے(یوحنا12 باب 32 تا33 آیات)۔لفظ''کھینچنا'' سے مراد یہ ہے کہ مسیح اپنے لوگوں کی توجہ، میلان اور مرضی کو اپنی طرف کھینچے گا تاکہ وہ اُسکی پیروی کریں(یوحنا12 باب 35 تا36 آیات)۔خُدا اپنے فضل میں ناقابل مذاہمت طور پر اپنے لوگوں کو مسیح کی جانب کھینچتا ہے۔

ایک اور موقع پر جب مسیح نے''کھینچنے'' کا لفظ استعمال کیا وہ ''زندگی کی روٹی'' کے بیان میں پایا جاتا ہے(یوحنا6 باب 22 تا59 آیات)۔

۱) مسیح نے یہ تعلیم دی کہ صرف وہی جن کو باپ کھینچتا ہے وہی آخری دن زندہ کیے جائیں گے(یوحنا6 باب 44 آیت)۔

۲) یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خُدا نے سکھایا اور جنہوں نے اُس سے سیکھا ہے(یوحنا6 باب 44 آیت؛یسعیاہ54 باب 13 آیت)۔

۳) اس کے بعد یسوع اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ اُس کے پاس آنے کی صلاحیت انہیں باپ کی طرف سے بخشی گئی ہے(یوحنا6 باب 65 آیت)۔

۴) یہ سب جانتے ہوئے مسیح نے بااختیار طور پر یوں کہا''جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آجائے گا اور جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا؛''(یوحنا6 باب 37 آیت)۔اور''۔۔۔میں اُسے آخری دن پھر زندہ کروں گا۔۔۔(یوحنا6 باب 39،40، 44اور 54 آیات)۔اگر تہری رسی کو توڑنا مشکل ہے تو پھر چار چوہری زندگی سچائی کو کس طرح ردّ کیا جا سکتا ہے۔

یوحنا کی انجیل کے مطابق جن کو باپ نے چن لیا ہے بیٹا اُنکو نئی پیدائش کے ذریعے

مخلصی بخشتا ہے تا کہ وہ اُس پر ایمان لائیں، اُسکے پاس آئیں اور ثالوث خُدا کے نا قابلِ مذاہمت فضل سے بیٹے کو قبول کریں۔ اس طرح وہ شخص جو روحانی مُردہ تھا اُسے روحانی زندگی ملی تا کہ وہ مسیح پر بھروسہ کرے، اُس سے محبت کرے اور اُسکی فرمانبرداری کرے (یوحنا 14 باب 1، 6 اور 15 آیات)۔

☆ وہ جن کو خُدا اتبدیل کرتا ہے وہ مجہول یا غیر فعال نہیں ہیں

جن کو خُدا اتبدیل کرتا ہے وہ کسی پتھر یا لکڑی کے ٹکرے کی طرح مجہول اور غیر فعال نہیں ہوتے۔ اُنکی ساری زندگی خُدا کی خوشنودی اور جلال کے لیے فعال ہوتی ہے۔ ایسا ہم روحانی زندگی کے مندرجہ ذیل پہلوؤں میں دیکھتے ہیں:

الف: حقیقی روحانی زندگی اور نجات بخش عرفان کے لحاظ سے:

۱) تبدیل شدہ روحانی اعتبار سے اندھا نہیں رہتا بلکہ وہ خُدا کی بادشاہی (یوحنا 3 باب 3 آیت)، خُدا باپ (یوحنا 1 باب 18 آیت؛ 14 باب 7 تا 9 آیات) کو دیکھتا ہے اور اس زندگی میں رہنمائی کے لیے حقیقی نور رکھتا ہے (یوحنا 1 باب 9 آیت؛ 8 باب 12 آیت)۔

۲) ایسا شخص اب بہرہ نہیں بلکہ خُدا کے بیٹے (یوحنا 5 باب 25 آیت؛ 10 باب 3 تا 4، 16 اور 27 آیات؛ 18 باب 37 آیات)، مسیح یسوع کی (یوحنا 5 باب 24 آیت) اور کلام مقدس کی زندہ آواز کو سنتا ہے (یوحنا 8 باب 47 آیت)۔ اُسکے کان روحانی اعتبار سے کھلے ہیں اور خُدا کے منہ کا ہر ایک کلمہ اُسے عزیز ہے۔

۳) ایسا شخص روحانی اعتبار سے اب لاعلم نہیں ہے بلکہ وہ حقیقی طور پر خُدا شناس ہے۔ وہ خُدا کے برّے کو جانتا ہے (یوحنا 1 باب 29 اور 34 آیات)۔ وہ آبِ حیات کو (یوحنا 4 باب 10 اور 14 آیات)، مسیح کو (یوحنا 4 باب 10، 25 اور 26 آیات؛ 6 باب 68 اور 69 آیات؛ 17 باب 3 آیات)، اُسکی تعلیم کو (یوحنا 7 باب 17 آیت)، اچھے چرواہے کی آواز کو (یوحنا 10 باب 3، 4، 14 اور 27 آیات) افزوں انداز میں جانتا ہے۔ (یوحنا 17 باب 26 آیت)۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ خُدا نے اپنے بیٹے کو اس دُنیا میں بھیجا ہے۔ (یوحنا 17 باب 25 آیت)۔ اور وہ اپنی روحانی ضرورت کو بھی جانتا ہے اور اسے پورا کرنے کے لیے خُدا کے بیٹے

سے مانگتا ہے(یوحنا4باب10 آیت)۔

ب: اپنے نئے روحانی میلان کے لحاظ سے

۱) مسیح کا یہ حکم ہے کہ اُسکے پیروکار اُس سے محبت رکھیں (یوحنا14باب15، 21اور23 آیات)
۔ان آیات میں مسیح بیان کرتا ہے کہ اُسے سے محبت محض جذباتی نہیں بلکہ حقیقی عملی لحاظ سے ہے جیسا کہ وہ کہتا "میرے حکموں پر عمل کروگے"۔

۲) تبدیل شدہ شخص کی مسیح سے محبت اپنی دلچسپی، خواہشات اور بھلائی پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت میں وہ اپنے آپکو کم تر کرتا ہے(''دُنیا میں اپنی زندگی سے عداوت رکھتا ہے''یوحنا12باب25 آیت)۔اور مسیح اور اُسکے شاگردوں کی خدمت کے لیے مرتا ہے تاکہ زیادہ پھل لائے (یوحنا12باب24اور26 آیات)

۳) تبدیل شدہ شخص کا میلان مسیح کے شاگردوں (پیروکاروں) کی جانب ہوتا ہے۔مسیح کے ماننے والے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں (یوحنا13باب34 تا35 آیات؛15باب12اور17 آیات)۔اُن کی ایک دوسرے سے محبت کی بنیاد اور نمونہ مسیح کی اپنے شاگردوں سے محبت پر مبنی ہے:

☆ یہ عقلمندانہ ہے: ایک دوسرے کی ضرورت کے پورا ہونے کا احساس

☆ یہ ہمدردانہ ہے: مصیبت اور بے آرامی ایسی ضروریات کا نتیجہ ہیں۔

☆ یہ بامقصد ہے: کسی بھی قیمت پر دوسروں کی ضروریات پورا کرنے کی تمنا جس میں دُعائیں، تسلی اور بوجھ اُٹھانے کے اعمال شامل ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ تبدیل شدہ شخص میں ثالوث خُدا کے لیے اور اُسکے لوگوں کے لیے نئی محبت کی سرشاری ہوتی ہے۔

ج: تبدیل شدہ شخص کی مرضی وقوتِ اردای کے لحاظ سے

۱) تبدیل شدہ شخص خُدا کی مرضی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے(یوحنا7باب17 آیت)

۲) تبدیل شدہ شخص کے خوشنودی مسیح کی محبت میں قائم رہنا ہے(یوحنا15باب9 تا10 آیات)

۳) تبدیل شدہ شخص کی خوشنودی مسیح کی شریعت کی تعمیل میں ہوتی ہے(یوحنا8باب31 آیت)

د: تبدیل شدہ شخص کی عملی زندگی کے لحاظ سے

۱) تبدیل شدہ شخص مسیح کے نام پر ایمان لاتا ہے(یوحنا1باب16 آیت)اور اُس پر فضل پر فضل ہوتا ہے اور مسیح کے کلام کو قبول کرتا ہے(یوحنا17باب8 آیت)۔

۲) تبدیل شدہ شخص مسیح کے نام پر ایمان لاتا (یوحنا1باب12 تا13 آیت، مزید دیکھیں یوحنا3 باب16اور36 آیات؛ 6باب68 تا69 آیات؛9باب35 تا39 آیات؛11باب45 آیت؛20باب30 تا

31 آیات)۔اور مسیح کے بھیجنے والے پر (یوحنا17باب25 آیت) مسیح کے جلال کی افشانی پر (یوحنا 2باب 11 آیت)، اُسکے کلام پر(یوحنا4باب 41 آیت)، باپ کے کلام پر(یوحنا17باب 8 آیت)اور رسولوں کے کلام پر(یوحنا17باب20 آیت)ایمان رکھتا ہے۔

۳) تبدیل شدہ شخص بھیڑخانہ کے دروازہ یعنی مسیح یسوع سے خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونے والا شخص ہے(یوحنا3باب 3 آیت؛10باب 7اور 9 آیات)

۴) تبدیل شدہ شخص مسیح کے پاس آتا ہے(یوحنا6باب 37، 44 تا45اور65 آیات)۔

۵) تبدیل شدہ شخص خُدااور زندگی کی روٹی کھاتا یعنی مسیح کا بدن اور خون میں سے پیتا ہے(یوحنا6 باب53 تا56 آیت؛4باب10اور14 آیات)۔

۶) تبدیل شدہ شخص مسیح کا شاگرد ہے(یوحنا1باب 34 تا51 آیات؛8باب 31 آیت؛10باب 27 آیت؛13باب34اور35 آیات)۔

۷) تبدیل شدہ شخص عمل کرنے والا اور سچائی کو عملی جامہ پہناتا ہے(یوحنا3باب 21 آیت)اور خُدا کے کام کرتا ہے(یوحنا6باب 27 تا29 آیات)۔

۸) تبدیل شدہ شخص ثالوث خُدا کی عبادت کرتا ہے(یوحنا4باب 23اور 24 آیات؛9باب 38 آیت؛20باب 27 تا28 آیات)۔

ہم تبدیل شدہ شخص کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں نئی زندگی کے ساتھ خُدا پر کامل انحصار کرتا ہے۔

سبق 6

ایمانداروں کی استقامت (Perseverance of the Saints)

اب ہم ٹیولپ (TULIP) کے مخفف کے آخری حرف پر پہنچ گئے ہیں۔یعنی پی (P) سے مراد ایمانداروں کی استقامت (Perseverance)۔اس سے مراد یہ ہے کہ جن کو خُدا نے چن لیا،اور جن کے لیے مسیح مُوا،اور جن کو روح کا موثر بلاوہ مل چکا وہ آخر تک یعنی مسیح کی آمدِ ثانی تک اور اُسکے جلال اور اس زندگی میں بھرپور برکات کے تجربہ کے لیے ایمان پر قائم رہیں گے۔اب نئی زندگی اُنکے لیے کئی ایک پہلو رکھتی ہے۔یہ موجودہ ملکیت ہے اور مستقبل میں مزید حاصل ہونے والی بخشش ہے۔یہ زندگی خاصیتی ہے یعنی اس کا آغاز ابھی ہوتا ہے اور قبر کے بعد بدن کی قیامت سے گزر کر مسیح کے جلال کے لیے مسلسل جاری رہتی ہے (یوحنا 4 باب 14 آیت ؛5 باب 24،25، 28،29 آیات ؛10 باب 9 تا 10 آیات ؛11 باب 25 اور 26 آیات ؛14 باب 1 تا 6 آیات ؛ 17 باب 24 آیت)۔یہ بیان کرتی ہے کہ جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں وہ آخر یعنی مسیح کی آمدِ ثانی تک محفوظ ہیں۔اور ہمیشہ مسیح کے جلال کے لیے اس زندگی کی بھرپور برکات حاصل کریں گے۔

الف: خُدا کے لوگ اُسکے فضل کے وسیلہ سے ابدی زندگی کے لیے محفوظ ہیں

ا) باپ کے نقطہ نظر میں آخرت

جب باپ نے بعض کو مسیح کو دیا تو اُسکے ذہن میں ایمانداروں کی استقامت حتمی تھی۔مسیح یسوع نے کہا:"اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے مجھے دیا میں اُس میں سے کچھ کھو نہ دوں گا بلکہ اُسے آخری دن پھر زندہ کروں گا۔ کیونکہ میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا 6 باب 39 تا 40 آیات)۔

یہاں پر 39 آیت پر غور کریں کہ ایمانداروں کو اُنکی کُلیت میں دیکھا جا سکتا ہے یعنی"جو کچھ (وہ سب) مجھے دیا گیا ہے" وہ سارے کے سارے آخری دن زندہ کیے جائیں گے۔اور 40 آیت میں "سب کے سب" کو انفرادی طور پر ایک شناختی علامت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جو کوئی مسیح پر ایمان لائیں گے آخری دن زندہ کیا جائے گا۔

اپنی بھیڑوں کے بارے مسیح کہتا ہے:

"میں انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ ابد تک ہلاک نہ ہونگی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لیگا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی اُنہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ میں اور باپ ایک

ہیں(یوحنا10باب28تا30آیات)۔

یہاں پر مسیح صاف صاف سکھا رہا ہے کہ (۱) بھیڑیں اُسے باپ کی طرف سے دی گئی ہیں، (۲) اور اُنکو ابدی زندگی ملی ہے، (۳) اور اچھے چرواہے اور باپ کے ہاتھ میں وہ محفوظ ہیں اور کبھی ہلاک نہ ہونگی۔

۲) ایمانداروں کی استقامت مسیح کی قربانی کا ایک مقصد تھا

ایمانداروں کی استقامت صلیب پر مسیح کی قربانی کا ایک مقصد تھا۔ مسیح نے نیکدیمس سے مکالمہ میں اس بات پر زور دیا ہے: ''اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو اونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے۔ تا کہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔'' (یوحنا3باب 14تا16آیات)۔

ان آیات کا خلاصہ مسیح منفی انداز میں (ہلاک نہ ہونگے) اور مثبت انداز میں (ابدی زندگی پائیں گے) پیش کرتا۔ صلیب پر اپنے بیٹے کی موت کے وسیلہ خُدا کی اس محبت آمیز بخشش سے وہ ابدی زندگی کا تجربہ حاصل کرتے ہیں۔

جب مسیح نے ''اچھے چرواہے'' کے بارے بیان پیش کیا تو اُس نے یوں کہا: ''۔۔۔میں اس لیے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔ اچھا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔'' (یوحنا10باب10تا11آیات)۔ مسیح ابدی زندگی کو کثرت کی زندگی سے منسوب کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس وعدے کو بھی منسلک کرتا ہے کہ وہ ہلاک نہ ہوں گے۔ اور نہ ہی اُنکو کوئی میرے ہاتھ سے چھین لیگا ۔(یوحنا10باب10اور28آیات)۔

جس مقصد کے لیے مسیح نے اپنی بھیڑوں کے لیے اپنی جان دی ایمانداروں کی استقامت کے لیے یہ بہت ٹھوس دلیل ہے۔

۳) خُدا کے ناقابلِ مذاہمت فضل کا مقصد و مدعا ''کھینچنا'' ہے

ایمانداروں کی استقامت خُدا کے ناقابلِ مذاہمت فضل کا مقصد و مدعا ہے جس میں وہ اپنے لوگوں کو مسیح میں ایمان کے لیے کھینچتا ہے۔ ایک دوسرے بیان میں مسیح نے انسان کی قطعی نااہلیت کی حقیقت کو سکھایا ہے۔ اُس نے اُن سے جو اُسکے آسمانی ہونے کے بارے شکوک و شبہات کا شکار اور شکایت کر رہے تھے یوں کہا: ''کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک کہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ نہ لے اور میں اُسے آخری دن پھر زندہ کروں گا۔'' (یوحنا6باب 44 آیت)۔ اس سے پہلے مسیح نے اس غیر مشروط چناؤ (جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے)، ناقابلِ مذاہمت فضل (میرے پاس آ جائیگا) اور ایمانداروں کی استقامت (جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا) (یوحنا6باب 37 آیت) کے نظریات سے منسلک کیا ہے۔ حقیقت میں خُدا کے ناقابلِ فضل کے

تمام تر شواہد یعنی ''مسیح کے پاس آنا''، ''اُس پر ایمان لانا'' اُس کے گوشت میں سے کھانا اور خون میں سے پینا' ابدی زندگی کے بارے بتاتے ہیں (یوحنا 6 باب 35، 44، 47، 50، 51، 54، 57 اور 58 آیات)۔

اس بیان نے مسیح کے پیچھے آنے والے کے درمیان بہت زیادہ اختلاف پیدا کیا اور بہتیرے اُسے چھوڑ کر چلے گئے لیکن پطرس نے خُدا کے لوگوں کی آواز بن کہا: ''۔۔۔اے خداوند! ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے پاس ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خُدا کا قدوس تو ہی ہے۔'' (یوحنا 6 باب 68 تا 69 آیات) خُدا کا نا قابلِ مذاہمت فضل ایمانداروں کی استقامت کی ضمانت ہے۔

۴) مسیح کی کہانتی/شفاعتی دُعا کا ایک مقصد

یوحنا 17 باب میں مسیح کی دُعا کا مقصد ایمانداروں کی استقامت تھا جس مین مسیح نے اپنے شاگردوں (رسولوں) کے لیے دُعا کی (6 تا 19 آیات)، اور اُن کے لیے جو شاگردوں کے کلام کے وسیلہ سے مسیح پر ایمان لائیں گے اُنکے لیے دُعا کی (20 آیت)۔ اس پورے سیکشن میں (6 تا 26 آیات) اُس نے دُعا کی کہ خُدا اُنکو (۱) اپنے اثر انگیز اور نام اور قابل ستائش خصوصیات کے مکاشفہ کی خاطر (۲) اور شیطان اور اُسکی تمام تر فریب کار قوتوں سے محفوظ رکھے۔ اس بات کی وجہ 24 آیت میں بیان کی گئی ہے جیسا کہ مسیح یوں دُعا کرتا ہے ''اے باپ! میں چاہتا ہوں کہ جنہیں تو نے مجھے دیا ہے جہاں میں ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں تا کہ میرے اُس جلال کو دیکھیں جو تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ بنای عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی۔''۔ جو مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اُن کے لیے کیا ہی خوب نجات کا تیقن ہے کہ وہ آسمان پر اُسکے ساتھ ہونگے۔ مسیح کی دُعا ایمانداروں کی استقامت کی حتمی دلیل ہے۔

جو کوئی یوحنا کی انجیل میں ابدی زندگی کے بارے تمام تر حوالہ جات کی ایک فہرست بناتا ہے اُس پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ وہ جو ابدی زندگی رکھتے ہیں کبھی ہلاک نہ ہونگے اور آخری دن زندگی کے لیے پھر زندہ کیے جائیں گے اس بیان کی تفصیلی فہرست کے لیے شاید ہمیں بہت سارے صفحات درکار ہوں، اس لیے یہ کام میں قارئین پر چھوڑتا ہوں مگر چند ایک اختتامی مشاہدات پیش خدمت ہیں۔

ب: خُدا کے لوگ اُسکے فضل سے ابدی زندگی کے لیے محفوظ ہیں

۱) خُدا کے لوگ ابدی زندگی کے لیے ایمان پر قائم رہتے ہیں

مندرجہ ذیل حوالہ جات میں ''فعل'' اور ''لاحقے'' گرائمر کی رُو سے یونانی متن میں زمانہ حال کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔ اس طرح اس فقرے میں نہ صرف وقت کی نشاندہی کی گئی ہے بلکہ ایک مسلسل عمل بھی پایا جاتا ہے۔ چلیں میں یوحنا 1 باب 2 آیت میں ''لاحقے'' کو ایک نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔۔۔ وہ جو ایمان لاتے ہیں (وہ جو مسلسل ایمان پر قائم رہتے ہیں) مزید دیکھیں یوحنا 3 باب 15، 16 اور 18 آیات؛ 4 باب 36 آیت؛ 5 باب 24 آیت؛ 6 باب 35، 40 اور 47 آیات؛ 11 باب 25 اور 26 آیات؛ 14 باب 1 آیت اور 20 باب 31 آیت) ۔ اس کے علاوہ یوحنا 4 باب 42 آیت میں سامری عورت اور اُسکے شاگردوں کی گواہی شامل ہے (یوحنا 16 باب

29 تا33 آیات)۔ یوحنا10باب25اور26 آیات میں مسیح موازنہ کی غرض سے وہ جو اُسکی بھیڑیں نہیں اُنکے لیے بالکل وہی فقرہ استعمال کرتا ہے۔

ایک اور طرح سے مسیح نے اپنے لوگوں کی استقامت کے بارے سکھایا کہ وہ مسلسل اُسکے (یوحنا 5باب24 آیت)اور باپ کے پاس آتے رہتے ہیں(یوحنا14باب6 آیت)۔ عصر حاضر کے ذہن کے خلاف ہے۔

۲) خُدا کے لوگ شاگردیت میں ابدی زندگی کے لیے محفوظ ہیں

وہ اُس کے کلام میں قائم رہتے ہیں(یوحنا8باب31 آیت)، اُسکا کلام سنتے ہیں(یوحنا5باب24 آیت)، اُسکی آواز سنتے ہیں(یوحنا10باب27؛18:باب37 آیات)اور اُس سے اپنی محبت کے اظہار کے لیے اُسکے احکام کی تعمیل کرتے ہیں(یوحنا14باب15، 21، 23اور24 آیات؛13باب34 تا35 آیات؛15باب10 تا12، 14اور17 آیات؛21باب15 تا17 آیات)۔ بطور اُسکے پیروکار(یوحنا8باب12 آیت؛10باب27 آیت؛ 12باب26 آیت)وہ ایک پاک زندگی گزارتے ہیں کیونکہ اب وہ گناہ کے غلام نہیں رہے(یوحنا5باب14 آیت؛8باب11اور31 تا36 آیات)۔

۳) خُدا کے لوگ مسیح میں روحانی جوہر کی تلاش کے ذریعے ابدی زندگی کے لیے محفوظ ہیں

الف: وہ مسیح یعنی زندگی کی روٹی (یوحنا6باب58 آیت) یا اُس کا گوشت کھاتے اور اُس کا خون پیتے ہیں(عشائے ربانی کے اجزا)(یوحنا6باب54 تا56 آیات)۔

۲) وہ اپنی روحانی ضروریات کے لیے مسلسل مسیح کے پاس جاتے ہیں(جب وہ پیاسے ہوتے ہیں یوحنا7باب37 تا39 آیات؛ مثلاً۔ اگر کوئی پیاسا ہوتو میرے پاس آ کر پیئے۔۔۔"

۳) وہ دُعاؤں کے ذریعے وعدہ کی ہوئی مدد حاصل کرتے ہیں(یوحنا14باب13 تا16 آیات؛ 16باب23اور24 آیات)۔

۴) خُدا کے لوگ خدا کے سامنے اپنے استقلالی کاموں کے لیے محفوظ ہیں

پس یہ سچ ہے کہ چونکہ خُدا نے انہیں محفوظ کیا ہے مراد یہ کہ اُسکے لوگ ایمان کی راہ میں، شاگردیت میں، استقلال میں، اور نیک اعمال کے لیے محفوظ ہیں۔ کیونکہ وہ ابدی زندگی حاصل کر چکے ہیں اس لیے وہ ابدی طور پر زندہ رہیں گے۔